﴿ وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ﴾ [البقرة : ١٩٦]

حج وعمرہ

کتاب وسنت کے آئینے میں

تالیف

مختار احمد محمدی مدنی

داعی ومبلغ دعوہ سینٹر جبیل

صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی

حج وعمرہ

کتاب وسنت کے آئینے میں

تالیف

مختار احمد محمدی مدنی

داعی ومبلغ مرکز دعوۃ الجالیات بالجبیل

ناشر

صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی

نام کتاب	:	حج وعمرہ، کتاب وسنت کے آئینے میں
تالیف	:	مختار احمد محمدی مدنی
سنہ اشاعت	:	1434ھ مطابق 2013ء
تعداد	:	دو ہزار
ایڈیشن	:	دوم
صفحات	:	130
ناشر	:	شعبۂ نشر واشاعت، صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی۔

ملنے کے پتے:

- دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی: 14-15، چوناوالا کمپاؤنڈ، مقابل بیسٹ بس ڈپو، ایل بی ایس مارگ، کرلا (ویسٹ) ممبئی-400070 ٹیلیفون: 022-26520077
- مکتبہ دار التراث الاسلامی: لیک پلازا، نزد مسجد دار السلام، کوسہ، ممبرا، تھانہ-400612
- مسجد دار التوحید: چودھری کمپاؤنڈ، واونجہ پالا روڈ، واونجہ، تعلقہ پنویل، ضلع رائے گڈھ-410208 فون: 9773026335
- مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ والخیریۃ، بیت السلام کمپلیکس، نزد المدینۃ انگلش اسکول، مہاڈ ناکہ، کھیڈ، ضلع: رتنا گری-415709، فون: 02356-264455
- شعبۂ دعوت وتبلیغ جماعت المسلمین مھسلہ، ضلع رائے گڈھ-402105
- جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ، بھیونڈی: 226526 / 225071

فہرست مضامین

عرض ناشر

الحمدللہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی أشرف الانبیاء والمرسلین، وبعد:

حج بیت اللہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک رکن رکین ہے جو کتاب وسنت کے شرائط کی روشنی میں عمر بھر میں ایک مرتبہ فرض ہے، اسلام کی اس عظیم عبادت کی عظمت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کی رکنیت وفرضیت، اہمیت وفضیلت اور تفصیلی احکام ومسائل کے سلسلہ میں کتاب اللہ کی بے شمار آیات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے شمار احادیث وارد ہیں۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿وَأَتِمُّواْ ٱلْحَجَّ وَٱلْعُمْرَةَ لِلَّهِ﴾ (البقرۃ:196)۔

حج اور عمرے کو اللہ تعالیٰ کے لئے پورا کرو۔

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''يَا اَيُّهَا النَّاسُ خُذُوا عني مَنَاسِكَكُمْ فَإِنِّي لَا اَدْرِي لَعَلِّي لَا اَحُجُّ بَعْدَ عَامِي هَذَا'' (صحیح الجامع الصغیر للالبانی رحمہ اللہ، حدیث 7882)۔

لوگو! مجھ سے اپنے حج کے احکام ومسائل سیکھ لو، کیونکہ مجھے نہیں معلوم، ہوسکتا ہے اس سال کے بعد دوبارہ حج نہ کرسکوں۔

اور فضیلت کا یہ عالم ہے کہ رسول گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ حَجَّ لِلَّهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رجعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ''۔ (صحیح البخاری، حدیث 1521)۔

جس نے اللہ کے لئے حج کیا، نہ اس میں کوئی شہوانی عمل کیا نہ ہی گناہ کا کوئی اور کام، تو وہ اس دن کی طرح واپس ہوگا جب اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ حجاج بیت اللہ الحرام، معتمرین وزائرین کو اللہ رب العالمین نے اپنے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی اپنا خصوصی مہمان، گیسٹ اور قابل احترام ڈیلیگیشن قرار دیا ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''الحُجَّاجُ والعُمَّارُ وَفْدُ الله، دَعَاهُمْ فَاَجَابُوهُ، وَسَاَلُوهُ فَاَعْطَاهُمْ'' (صحیح الجامع الصغیر، للالبانی، حدیث 3173)۔

حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے وفد ہیں، انہیں اللہ نے بلایا تو چلے آئے، اور انہوں نے اللہ سے مانگا تو اللہ نے انہیں عطا کیا۔

اور ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے:

''الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللهِ عزوجل، وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ وَفْدُ اللهِ، دَعَاهُمْ فَاَجَابُوهُ، وَسَاَلُوهُ فَاَعْطَاهُمْ'' (صحیح الجامع الصغیر للالبانی، حدیث 4171، نیز دیکھئے: السلسلۃ الصحیحۃ للالبانی، حدیث 1820)۔

اللہ عزوجل کی راہ کا غازی اور حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں، انہیں اللہ نے بلایا تو چلے آئے، اور انہوں نے اللہ سے مانگا تو اللہ نے انہیں عطا کیا۔

معلوم ہوا کہ حجاج وعمار وہ خوش بخت اور نیک انجام لوگ ہیں جنہیں دنیا میں اللہ کے گھر میں میزبانی کا بے مثال شرف حاصل ہے اور پھر مغفرت اور آخرت میں دخول جنت سے سرفرازی کا تمغہ ہے۔

ظاہر ہے کہ ایسے معزز مہمانوں کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو اس مہمانی کا اہل بنائیں، مادی اسباب ووسائل سے کہیں زیادہ معنوی وروحانی اسباب کی فراہمی کی فکر کریں، اس سے متعلقہ اصول وآداب، شرائط وضوابط اور احکام ومسائل سیکھیں، اس میں سرزد ہونے والی غلطیوں اور کوتاہیوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں، تاکہ کما حقہ اس شرف

سے مشرف ہوسکیں، ایسا نہ ہو کہ مسلمان کا سفر حج ایک روایتی ٹور اور تفریحی سفر ہو کر رہ جائے، اللہ کے گھر کی مہمانی کے شرف سے جزوی یا کلی طور پر کہیں وہ محروم نہ ہوجائے۔

شعبۂ نشر واشاعت صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئ مسلمانوں وغیر مسلموں کی رہنمائی کے لئے دینی کتب ورسائل کی طباعت واشاعت کے لئے معروف ہے، یہ اس کا ایک بنیادی مشن ہے جس میں وہ حتی الوسع والامکان سرگرم عمل، اور اللہ سے مزید کے لئے دعا گو ہے۔

حج بیت اللہ کی مناسبت سے اس گرانقدر رسالہ ''حج وعمرہ، کتاب وسنت کے آئینے میں'' کی اشاعت بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جو دعوہ سینٹر الجبیل، سعودی عرب کے داعی ومبلغ مولانا مختار احمد مدنی حفظہ اللہ کی تالیف ہے، اس میں مولانا موصوف نے حج وعمرہ کے احکام ومسائل اور اس کے مختلف مراحل میں ہونے والی غلطیوں کی بخوبی نشاندہی فرمائی ہے، فجزاہ اللہ خیراً۔

اس رسالہ کی اشاعت میں رب العالمین کے فضل واحسان کے بعد صوبائی جمعیت کے امیر محترم فضیلۃ الشیخ عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ کی فکرمندی اور توجیہ شامل ہے، امیر محترم نے بروقت اس کی طرف توجہ دلائی، چنانچہ زیر نظر رسالہ کی طباعت واشاعت کا فیصلہ کیا گیا، اور فوری طور سے اس کی کارروائی شروع کردی گئی، فجزاہ اللہ خیراً۔ واضح رہے کہ حج وعمرہ کے احکام ومسائل سے متعلق یہ رسالہ چند سال قبل بھی صوبائی جمعیت کی جانب سے طبع ہوکر عازمین حج کے مابین تقسیم کیا جاچکا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی اس رسالہ کے مولف، مصحح اور تمام معاونین کو جزائے خیر سے نوازے اور اسے حجاج وعمار اور زائرین کے لئے مفید بنائے، آمین۔

ابوعبداللہ عنایت اللہ سنابلی مدنی

(شعبۂ نشر واشاعت، صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئ)

ممبئ، 30 / اگست 2013ء

تقدیم

حج اسلام کا پانچواں بنیادی رکن ہے، حج پوری زندگی میں ایک بار صاحب استطاعت عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہے۔وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا (آل عمران:۹۷) حج مسلمانوں کے اندر ایک عالمگیر اتحاد کا ضامن ہے ساری دنیا کے مسلمان حرم میں پہنچتے ہی ایک لباس ایک مقام ایک جگہ اور ایک ہی نعرہ مستانہ سب کی زبان پر ہوتا ہے **لبیک، اللھم لبیک، لبیک، لا شریک لک، لبیک**...... الخ ساری کائنات کے مسلمان ایک جگہ جمع ہو گئے معلوم ہوتا ہے ساری دنیا سمٹ گئی سب ایک ہی خاندان کے فرد ہیں۔

وہاں رنگ ونسل، قوم ووطن اور زبان کنبہ، ذات برادری کے سارے امتیازات ختم ہوجاتے ہیں۔ایک دوسرے کے ساتھ محبت، رواداری یگانگت کی ایسی مثال چشم فلک نے نہیں دیکھا، اللہ کی بے شمار نشانیاں موجود ہیں، اللہ کا پرشکوہ گھر جلال وجبروت کے ساتھ ایستادہ دیکھتے ہی عازمین حج کے آنکھوں سے آنسورواں ہوجاتے ہیں،کوئی طواف کررہا ہے،کوئی حجراسود کو چوم رہا ہے،کوئی دعا میں محو ہے،کوئی صلوۃ ادا کررہا ہے،کوئی رو رہا ہے، کوئی گڑگڑا رہا ہے،کوئی رکوع وسجود میں ہے،کوئی صفا ومروہ کی سعی میں مصروف ہے، غرضیکہ حسب استطاعت ہر شخص اللہ کے حضور بیت اللہ الحرام میں نذرانۂ عبودیت پیش کررہا ہے، بے زبانی زبان بن گئی ہے، کیف ونور کا یہ عالم کہ ہر شخص کشاں کشاں، خراماں خراماں بیت اللہ میں اپنی موجودگی رقم کرانا چاہتا ہے، کبر وغرور، خود پسندی، حب مال،

حب جاہ کے سارے جلوے ماند پڑ گئے، ہر انسان مرد ہو یا عورت بوڑھا ہو یا بچہ جوان سب تسلیم ورضا کے پیکر میں ڈھل گئے، اخوت وقربانی کے جذبے سے سرشار، جغرافیائی حدود وقیود سے بے نیاز، ہر شخص تذلل ومسکنت کے ساتھ اللہ کے گھر میں حاضر ہے۔

اس اہم فریضہ میں انتہائی محنت ومشقت برداشت کرنی پڑتی ہے اور کٹھن مراحل طے کرنے پڑتے ہیں اس لئے ہر حاجی کو چاہئے کہ وہ ضبط نفس اور بردباری وصبر کا مظاہرہ کرے۔ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ (سورۃ بقرہ:۱۹۷) کا پورا پورا اہتمام وخیال کرے۔ اپنی نیت کو خالص رکھے مال حلال سے حج کرے نیز توحید اور توحید کے جملہ اقسام توحید ربوبیت، توحید الوہیت، توحید اسماء وصفات پر مکمل ایمان رکھے اپنے عقیدۂ توحید کو شرک سے اور اپنے اعمال کو بدعت کی آلائشوں سے محفوظ رکھے اور صرف وہ کام کرے جس کی دلیل کتاب وسنت اجماع صحابہ سلف صالحین سے ملتی ہے۔

"یاأیھا الناس خذوا عني مناسككم" (صحیح مسلم، حدیث:۳۱۹۷، والنسائی، کتاب مناسک الحج باب الرکوب الی الجمار، حدیث:۳۱۴۵) پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیسے حج کیا ویسے ہی حج کریں کسی کے بہکاوے میں آکر اپنے اعمال ضائع وبرباد نہ کریں مشعر حرام اور دیگر جگہوں میں جو احکام ہیں اس کی پابندی کریں۔

اللہ تعالیٰ صوبائی جمعیت کے ذمہ داران واراکین کی اس کوشش کو قبول فرمائے، صاحب کتاب اور دیگر معاونین کو جزائے خیر دے' اور اس رسالہ سے حجاج ومعتمرین کو نفع پہنچائے، آمین۔

فقط والسلام

خادم جماعت

سعید احمد بستوی

تقریظ

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين' وبعد :

حج ایک مقدس عبادت اور اسلام کا اہم ترین رکن ہے جو اصحاب حیثیت پر فرض کیا گیا ہے' حج اسلامی شعائر کا مظہر اور اتحاد بین المسلمین کا داعی ہے' حج رجوع الی اللہ کا بہترین ذریعہ ہے' حج گناہوں کی مغفرت اور اعمال صالحہ کی ذخیرہ اندوزی کا عمدہ وزریں موقعہ ہے' دنیا کی کسی قوم اور کسی مذہب میں اتنی جامع ومقدس اور اتحاد کی مظہر عبادت کا تصور نہیں پایا جاتا ہے۔

ایک حاجی جب احرام کے لباس میں ملبوس ہوتا ہے تو وہ دنیا کی کسی بھی زبان کا جاننے والا ہوتا ہے' احرام کے بعد سارے حجاج کی زبان ایک (عربی) ہوجاتی ہے' امیر ہو یا غریب' مفلس ہو یا مالدار سارے لوگ ایک لباس زیب تن کر کے پراگندہ بال اور ننگے سر اللہ رب العالمین کو کھلے آسمان کے نیچے پکارتے ہیں۔

حج کے وقت سارے حجاج کی منزل ایک اور مقصد بھی ایک ہوجاتا ہے یعنی اللہ کی رضا اور اسلامی فریضہ کی ادائیگی۔

حج وہ جامع ترین عبادت ہے جس میں اسلام کے ارکان خمسہ: توحید' صلاۃ' صوم' اور

زکاۃ کا اجماع پایا جاتا ہے' اللہ تعالی کا فرمان ہے ﴿**وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا**﴾ اللہ کی طرف سے ان لوگوں پر جو استطاعت رکھتے ہیں بیت اللہ کا حج فرض ہے [آل عمران: آیت 97]

اس عبادت کے طور طریقے اور احکام ومسائل کے لئے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے (**خُذُوْا عَنِّیْ مَنَاسِکَکُمْ**) تم مجھ سے حج کے احکام سیکھو۔

حج کے مسائل آسان وپیچیدہ اور حاجی کے لئے جدید بھی ہیں اس لئے ہر دور میں علمائے امت نے اس موضوع پر قلم اٹھا کر ملت کی صحیح رہنمائی کرنے کی کوشش کی ہے۔

حکومت سعودی عرب حجاج کرام کی رہنمائی کے لئے ایام حج میں ملک کے بیشتر علماء کو حرمین شریفین اور مشاعر مقدسہ میں دینی خدمات پر مامور کرتی ہے ساتھ ہی ان علمائے کرام کی گفتگو کو حجاج کرام کی زبان میں ڈھالنے کے لئے دنیا کی زندہ زبانوں کے مترجمین کا اہتمام بھی کرتی ہے۔

ماضی قریب میں علامہ ابن باز رحمہ اللہ کی شہرہ آفاق کتاب (**التحقیق والإیضاح**) ترجمہ شیخ مختار احمد ندوی مدیر جامعہ محمدیہ وسابق امیر جمعیت اہلحدیث ہند رحمہ اللہ' اور علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ کی **المنهج لمريد العمرة والحج**' حرم مکی کے امام شیخ سعود الشریم کی **المنهاج للمعتمر والحاج**' اور شیخ ابن باز وشیخ ابن عثیمین اور عرب علماء کے فتووں نے اس موضوع پر بڑی مفصل روشنی ڈال کر عوام کی بھرپور رہنمائی کی ہے۔

لیکن افسوس کہ ہندوپاک کے حجاج اپنے ملکوں سے ایسی کتابیں ساتھ لاتے ہیں جو موضوع، من گھڑت اور منکر روایات سے پر رہتی ہیں' ہندوستانی حج کمیٹی سے حجاج کو جو کتاب دی جاتی ہے وہ خود ساختہ دعاؤں اور موضوع احادیث سے بھری رہتی ہے ایام حج

میں راقم الحروف نے بعض ہندوستانی حجاج کے ہاتھوں میں وہ کتاب دیکھی ہے۔

اس واسطے اس اہم موضوع پر کسی مستند ومدلل اور جامع کتاب کی اشد ضرورت تھی جو صحیح احادیث کی روشنی میں حجاج کرام کی رہبری کر سکے' اور خودساختہ ومن گھڑت دعاؤں کی بجائے مسنون وماثور دعاؤں سے حجاج کو روشناس کرا سکے۔

اللہ کا فضل ہے کہ ہمارے محترم دوست شیخ مختار احمد محمدی مدنی حفظہ اللہ نے اس موضوع پر یہ جامع اور مدلل کتاب تیار کر کے وقت کی اہم ضرورت پوری کر دی ہے۔

شیخ موصوف کو اللہ نے یہ شرف بخشا ہے کہ جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں ہند سے فراغت کے بعد اپنی عمر عزیز کا ایک لمبا عرصہ مہبط وحی' بلاد حرمین شریفین اور سعودی عرب کے بیشتر شہروں میں گذار چکے ہیں' اور اس دوران انہوں نے تعلیم وتربیت' دعوت وتبلیغ اور بحث وتحقیق کا اچھا تجربہ حاصل کیا ہے جس کا عکس جمیل آپ کو اس کتاب میں نظر آئے گا۔

اس کتاب میں اتباع سنت کا جذبہ' دعوت کا تجربہ اور ملت اسلامیہ کی دینی رہنمائی کے لئے خلوص اور تڑپ نظر آئے گی۔

راقم الحروف نے اول تا آخر اس کتاب کو پڑھ کر حسب ضرورت مؤلف کو مشورہ بھی دیا ہے جسے آپ نے بصدق دل قبول فرمایا ہے' اللہ سے دعا ہے کہ مؤلف حفظہ اللہ کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور اسے حجاج کرام کی رہنمائی کا ذریعہ بنائے اور حجاج کرام کی خدمت میں پیش کردہ ان کے اس عظیم تحفہ کے عوض انہیں جنت الفردوس کا تحفہ عنایت فرمائے آمین ، وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم .

ابوعبدالرحمٰن انصار زبیر محمدی

۱۴۲۴/۶/۱۶ھ

الجبیل ---- السعودیة

تمہید

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله الأمين نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين ' أما بعد :

دنیا میں کوئی ایسا مسلمان نہیں ہے جس کے دل میں کعبہ مشرفہ، مہبط وحی، نبی کریم ﷺ کا مولد، منبع توحید، مرکز رشد وہدایت، مہاجرین اولین صحابہ کرام کی قربانیوں اور آزمائشوں کی مبارک سرزمین مکہ مکرمہ دیکھنے کا شوق نہ ہو بلکہ بیت اللہ کی زیارت ہر مسلمان کی دلی تمنا اور اولین خواہش ہوتی ہے، جسے پوری کرنے کے لئے شب وروز محنت ولگن سے دولت اکٹھی کرتا ہے، خون پسینہ کی کمائی جمع کرتا ہے، کسے معلوم تھا کہ ایسا لق ودق صحرا جہاں چرند وپرند بھی رخ نہیں کرتے، ایک دن پوری دنیا کے مسلمانوں کا قبلہ، اور مرکز ومحور بن جائے گا، کسے خبر تھی کہ ایک ایسی بے آب وگیاہ سرزمین جہاں کسی انسان کی موجودگی کا تصور ہی محال تھا ایک وقت ایسا آئے گا کہ دن ورات ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے پاسبانوں وعبادت گذاروں سے خالی نہیں ہوگی، لیکن حیرت واستعجاب کی کوئی بات نہیں یہ عظیم المرتبہ رسول امام الموحدین ابراہیم علیہ السلام کی دلی دعاؤں کا نتیجہ وبارآور ثمر ہے۔

اس مبارک شہر مکہ مکرمہ کی نشوونما اسماعیل وہاجر سے ہوئی دونوں اس مبارک سرزمین کے اولین باشندے ہیں آیئے الصادق والمصدوق فداہ ابی وأمی نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے اس مامون ومبارک شہر کی ابتدا وآغاز کا حال سنتے ہیں۔

صحیح بخاری (ح ۳۳۶۴) کی ایک لمبی حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی ام اسماعیل (ہاجر) اور شیر خوار

بچے اسماعیل کو بیت اللہ کے پاس ایسے وقت میں لاکر بسایا جب مکہ مکرمہ میں انسان کا کوئی وجود نہیں تھا اور جہاں پانی کا تصور بھی محال تھا' آپ دونوں کے پاس کچھ کھجوریں اور پانی کا مشکیزہ رکھنے کے بعد واپس آنے لگے تو ام اسماعیل ہاجر آپ کے پیچھے ہولیں اور گویا ہوئیں آپ مجھے ایسی بیابان جگہ جہاں انسان کا کوئی نام ونشان نہیں چھوڑ کر کیوں جارہے ہیں' بار بار یہی سوال دہرانے پر بھی جب ابراہیم علیہ السلام نے کوئی جواب نہ دیا تو کہنے لگیں: کیا یہ حکم اللہ کی طرف سے ہے' ابراہیم علیہ السلام نے کہا: ہاں پھر وہ سراپا تسلیم ورضا بن کر کہنے لگیں: تب تو وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا' یہ کہکر اپنے معصوم بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے پاس پلٹ آئیں' جب وہ نظروں سے اوجھل ہوگئیں تو ابراہیم علیہ السلام ایک پہاڑی کے پیچھے چھپ کر بیت اللہ کی طرف رخ کرکے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرنے لگے: ﴿رَبَّنَا اِنِّیْ أَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوْا الصَّلاۃَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ﴾ اے ہمارے رب! میں نے اپنی ذریت کے بعض افراد کو تیرے قابل احترام گھر کے پاس بے آب وگیاہ میدان میں لا بسایا ہے اے ہمارے رب! تا کہ وہ صلاۃ کی پابندی کریں چنانچہ تو بعض لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردے اور انہیں کھانے کو پھل مہیا فرما توقع ہے کہ یہ شکر گذار رہیں گے۔ [ابراہیم: ۳۷]

ہاجر اپنے بیٹے اسماعیل کو دودھ پلاتی رہیں اور ان کا گذر بسر ان کھجوروں اور پانی پر ہوتا رہا جو ابراہیم علیہ السلام چھوڑ کر گئے تھے' جب پانی ختم ہوگیا تو ہاجر بھی پیاس محسوس کرنے لگیں اور بچہ بھی پیاس کی شدت سے تڑپنے لگا' ہاجر بے چین وبے قرار ہوکر سب سے قریبی پہاڑی صفاء کی طرف بھاگیں کہ شاید کوئی آدمی نظر آجائے پھر اس سے پانی کے چند قطرے لے کر اپنے جگر گوشہ کی جان بچاسکیں جب کوئی نظر نہ آیا تو صفاء سے اتر کر مروہ پہاڑی کی

طرف دوڑیں، اوراس پر بھی چڑھ کر دیکھنے لگیں لیکن وہاں بھی کوئی انسان نظر نہ آیا، اس طرح اضطراب و پریشانی میں دونوں پہاڑیوں کے سات چکر ہو گئے، ابھی وہ مروہ پہاڑی پر تھیں کہ انہوں نے ایک آواز سنی دیکھا تو ایک فرشتہ (وہ جبریل أمین تھے جو انسانی شکل میں ماں بیٹے کی مدد کے لئے اللہ رب العالمین کے حکم سے آئے تھے) ان کے فرزند اسماعیل کے پاس بیٹھا ہے اس نے اپنی ایڑی یا بازو سے زمین پر مارا کہ پانی کا چشمہ ابل پڑا، یہ وہی چشمہ ہے جسے آب زمزم کہا جاتا ہے، ہاجر اس کے اردگرد منڈیر بنانے لگیں اور چلو سے اپنے مشکیزے کو بھرنے لگیں وہ جبریل أمین تھے جو اللہ رب العالمین کے حکم سے ماں بیٹے کی مدد کے لئے آئے، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ ام اسماعیل پر رحم فرمائے اگر زمزم کو انہوں نے چھوڑ دیا ہوتا یا آپ ﷺ نے یہ فرمایا: کہ اگر وہ چلو سے پانی نہ بھرتیں تو زمزم بہتا چشمہ ہوتا۔

زمزم کا پانی پینا اور اپنے فرزند دلبند کو دودھ پلانا ہاجر کا روزمرہ کا معمول بن گیا، جبریل امین نے ان سے یہ بھی فرمایا: تم خوف نہ کھاؤ یہاں بیت اللہ کی جگہ ہے جسے تمہارا بیٹا اور اس کے باپ مل کر تعمیر کریں گے، وقت بڑی تیزی سے گذرتا رہا، کچھ مدت کے بعد قبیلہ بنو جرہم کا وہاں سے گذر ہوا، انہوں نے ام اسماعیل ہاجر سے وہاں قیام کی اجازت مانگی آپ نے اس شرط پر کہ پانی پر صرف ہمارا حق ہوگا ٹھہرنے کی اجازت دے دی وہ لوگ اس پر راضی ہو گئے، ساتھ ہی اپنے قبیلے کے باقی افراد کو بھی بلا لیا، اسماعیل علیہ السلام نے ان سے عربی زبان سیکھی اور جب بڑے ہو گئے تو ان کی ایک عورت سے شادی ہو گئی، پھر کئی سالوں بعد ابراہیم علیہ السلام واپس آئے اور فرمانے لگے کہ اللہ رب العالمین نے ہمیں یہاں بیت اللہ کی تعمیر کا حکم دیا ہے، اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا: اللہ رب العالمین نے جس چیز کا آپ کو حکم دیا ہے وہ کر ڈالیں، باپ بیٹے نے مل کر بیت اللہ کی تعمیر کا آغاز کیا، ابراہیم علیہ السلام تعمیر

کررہے تھے جبکہ اسماعیل علیہ السلام آپ کو پتھر اٹھا کر دے رہے تھے اور دونوں کی زبان پر یہ آیت کریمہ رواں دواں تھی ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ اے ہمارے رب! تو ہم سے قبول فرما بیشک تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے[البقرۃ:۱۲۷]' اس طرح دنیا کے نقشے پر مکہ مکرمہ جیسے عظیم وبابرکت شہر کا وجود ہوا۔

ماں بیٹے دونوں کا یوں غیر مانوس لق ودق صحرا میں جا کر بس جانا اللہ رب العالمین کو اتنا زیادہ پسند آیا کہ اس نے ہر صاحب استطاعت شخص پر اس سرزمین کی زیارت کو زندگی میں ایک بار فرض قرار دے دیا' تا کہ وہ توکل علی اللہ' تسلیم ورضاء کی بے مثال داستان' اطاعت ربانی کا لازوال جذبہ اور صبر واستقامت کا عدیم المثال مظاہرہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے پھر جب یہاں سے رخصت ہو تو اس کے دل میں فداکاری' جانثاری وقربانی کے وہی جذبے موجزن ہوں جن کا نظارہ اس نے دوران زیارت کیا۔

حج ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہے' جس کا اعلان اللہ رب العالمین نے ان کی زبانی کروایا ارشاد ربانی ہے ﴿وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ رِجَالاً وَّعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ﴾ اور لوگوں میں حج کی ندا کردیں لوگ تمہارے پاس دور دراز سے پاپیادہ بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر سوار بھی تا کہ اپنے منافع کو حاضر ہوں[الحج:27]

حج ایک مالی وبدنی عبادت ہے جس میں اللہ رب العالمین نے بے شمار دروس وفوائد رکھے ہیں' آیئے ذیل کی سطروں میں چند ایک پر نظر ڈالتے چلیں۔

ایک مسلمان ممنوعات احرام سے دور رہتا ہے' حرم کی حرمت کا پاس ولحاظ رکھتا ہے جس کے پیچھے صرف اللہ رب العالمین کا خوف کارفرما ہوتا ہے' ممنوعات احرام کے یہ وقتی احکام ہمیں یہ درس دیتے ہیں کہ ہم اپنے دلوں میں اللہ کا تقوی پیدا کریں اور اس کے دائمی

ممنوعات ومحرمات سے دور رہیں' اور یہ حقیقت ہمیشہ سامنے رکھیں کہ ہر معاملہ میں جیسے کھانا پینا' لباس' بال' چال چلن' لین دین' تجارت' سیاست' معاملات' شادی بیاہ غرضیکہ زندگی کے ہر میدان میں ہم سے اللہ رب العالمین کی عبادت مطلوب ہے ۔

اللہ کی حرام کردہ چیزوں میں سب سے بڑی چیز شرک ہے جس سے ہمیں بچنا چاہیئے' چاہے وہ شرک حکم الہی میں ہو یا قصد وارادہ' دعا' ذبح' قسم' یا اس کو چھوڑ کر غیر اللہ کا نام لینا ہو' اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے ﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ﴾ حکم اللہ ہی کا ہے اس نے حکم دے رکھا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو [یوسف:40]

اور اللہ رب العالمین فرماتا ہے ﴿اِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأوَاهُ النَّارُ﴾ جو اللہ کے ساتھ شرک کرے گا اللہ نے اس پر جنت حرام کردی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے [المائدہ:72]

ایک مسلمان اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکارنے کی جرأت کیسے کرتا ہے خواہ وہ نبی یا فرشتہ ہی کیوں نہ ہو؟ جبکہ اللہ رب العالمین اپنے سب سے افضل نبی محمد ﷺ کے متعلق ارشاد فرماتا ہے: ﴿قُلْ اِنَّمَا أَدْعُوْ رَبِّيْ وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحداً ، قُلْ اِنِّيْ لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرّاً وَّلَا رَشَداً﴾ آپ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا کہہ دیجئے کہ مجھے تمہارے نفع کا اختیار ہے نہ نقصان کا [الجن 22-21]

مسلمان تعویذ گنڈہ لٹکانے کی ہمت کیسے کرتا ہے گرچہ وہ قرآن کی آیتوں ہی پر مشتمل کیوں نہ ہو جبکہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے (مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيْمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ) جس نے کوئی بھی تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا [مسند احمد بسند صحیح]

ایک مسلمان' جادوگروں' نجومیوں' کاہنوں' مداریوں اور شعبدہ بازوں کے پاس علاج ومعالجہ یا گم شدہ چیزوں کی تلاش کے لئے کیسے جاتا ہے جبکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے (مَــنْ

أَتـى عَرَّافاً فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلاةُ أرْبَعِيْنَ يَوْماً) جوکسی قیافہ شناس کے پاس جائے اوراس سے کچھ پوچھے تو اس کی چالیس دنوں کی صلاۃ قبول نہیں کی جاتی ہے [صحیح مسلم]

اورایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: (مَنْ أَتَى كَاهِناً أوْ عَرَّافاً فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى محمد (ﷺ) جوکسی کاہن یا قیافہ شناس کے پاس گیااوران کی باتوں کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل شریعت کی تکذیب کی [مسندامام أحمد' صحیح الجامع 5939] اورآپ ﷺ نے فرمایا: (لَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ) اس پراللہ کی لعنت ہوجوغیراللہ کے لئے ذبح کرتا ہے [صحیح مسلم]

مسلمان کی غیرت کیسے گوارہ کرتی ہے کہ وہ غیراللہ کی قسم کھائے جبکہ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: (مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ كَفَرَ أوْ أشْرَكَ) جس نے غیراللہ کی قسم کھائی اس نے کفرکیا یا شرک کیا [مسنداحمد' سنن ترمذی بسند صحیح] محرم اللہ کے رسول ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بار باراللہ کی توحید کا اقرار کرتا ہے' تلبیہ اوردعاؤں بالخصوص صفا ومروہ پراس کا اعتراف کرتا ہے' اس لئے عمرہ یا حج سے جوسب سے بڑادرس ملتا ہے وہ اللہ کی توحید ہے .

ایک مسلمان جس کا اللہ اور یوم آخرت پر ایمان ہے اسے گناہوں سے دور رہنا چاہئیے اورکبھی بھی گناہوں کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئیے گرچہ ان کا ارتکاب کھلے عام ہورہا ہو جیسے: گانا سننا' نشہ آور چیزوں کا استعمال' سگریٹ نوشی' زنا کاری' عورتوں کی بے پردگی' اجنبی مردوں کے ساتھ اختلاط' جھوٹ' دھوکہ دہی' رشوت خوری' جوابازی' سودخوری' وغیرہ اسی طرح کبر وغرور' حسد' غیبت وچغلخوری' والدین کی نافرمانی' قطع رحمی' مسلمانوں کے درمیان تفرقہ بازی وغیرہ' آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں ساری امت کو جونصیحت وتاکید فرمائی اس میں

جان ومال پر ظلم وزیادتی سے بھی بچنے کی سخت تاکید کی آپ ﷺ نے بار بار فرمایا: (اِنَّ دِمَاءَ کُمْ وَأَمْوَالَکُمْ وَأَعْرَاضَکُمْ عَلَيْکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَةِ يَوْمِکُمْ هَذَا فِيْ شَهْرِکُمْ هَذَا فِيْ بَلَدِکُمْ هَذَا اِلَى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّکُمْ) تمہارے خون، مال ومنال اور عزتیں ایک دوسرے پر حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی، تمہارے اس ماہ کی، اور تمہارے اس شہر کی حرمت ہے اور یہ حرمت رب کائنات سے ملاقات تک باقی رہے گی [بخاری۱۷۴۱،۱۷۳۹ ومسلم]

حقیقت میں مسلمان وہی ہے جو اس بات پر یقین رکھتا ہو کہ اس کی تخلیق اللہ کی عبادت ہی کے لئے ہوئی ہے ان لوگوں کی طرح نہیں جو صرف مخصوص ایام یا مخصوص مقامات پر اللہ کو یاد کرتے ہیں پھر اس اللہ کو فراموش کر دیتے ہیں جس پر کوئی چیز مخفی نہیں اور جسے کوئی عاجز نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس سے کوئی بے نیاز ہو سکتا ہے ایک مسلمان کیسے فرض صلاۃ میں کوتاہی برتتا ہے یا زکاۃ نہیں ادا کرتا جبکہ صلاۃ وزکاۃ کا مقام حج وعمرہ سے بہت بڑا ہے اسی لئے اللہ رب العالمین نے مسلمان ہونے کے لئے ان دونوں کی شرط لگائی ہے، ارشاد فرماتا ہے ﴿فَاِنْ تَابُوْا وَأَقَامُوْا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ﴾ اگر وہ توبہ کرلیں اور صلاۃ قائم کرنے لگیں اور زکاۃ دینے لگیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔[التوبۃ:11]

اور اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں (اِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْکِ وَالْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلَاةِ) مومن اور شرک وکفر کے درمیان صلاۃ کا چھوڑنا (حد فاصل) ہے [صحیح مسلم]

حج ہمیں اتباع سنت رسول ﷺ کا بھی درس دیتا ہے، اگر مناسک حج پر ایک نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ وہ شروع سے آخر تک اتباع سنت کی تعلیم دیتے ہیں، حقیقت میں ہمیں اپنے تمام معاملات ومسائل میں سنت نبوی کا نمائندہ اور اتباع رسول ﷺ کا پیکر ہونا چاہئے، اللہ

رب العالمین ارشاد فرماتا ہے﴿یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ﴾ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی باتوں کو سنو جب وہ تمہیں حیات آفریں چیز کی دعوت دیں[الأنفال:24]' ﴿قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ﴾ آپ فرمادیجیے کہ اگر تم اللہ سے (سچی) محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو اللہ تم سے خود محبت کرے گا اور (صرف یہی نہیں) تمہارے گناہ (بھی) معاف فرمادے گا[آل عمران:31].

﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰہَ﴾ جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ رب العالمین کی اطاعت کی[النساء:۸۰]

اور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: مَنْ أَطَاعَنِیْ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ) جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی[بخاری ومسلم]

اسلام کی وجہ تسمیہ ہی یہی ہے کہ اس میں مکمل تابعداری وخود سپردگی' اللہ کی کامل اطاعت وفرمانبرداری اور اس کی شریعت سے مکمل رضامندی کا اعلان ہے' اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے﴿فَلَا وَرَبِّکَ لَایُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَایَجِدُوْا فِیْ أَنْفُسِھِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً﴾ تیرے رب کی قسم یہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک وہ آپ کو آپس کے اختلافات میں حکم نہ مان لیں پھر آپ جو فیصلے ان میں کردیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی نہ پائیں اور سر تسلیم خم کردیں.[النساء:65]۔

اس سے بڑھ کر تابعداری وقبولیت حق اور کیا ہوگی کہ انسان احرام کے دوران سلے ہوئے کپڑوں سے اجتناب کرتا ہے' کعبہ کا سات چکر لگاتا ہے' رکن یمانی کا استلام کرتا ہے'

حجر اسود کا بوسہ لیتا ہے' اس کی طرف اشارہ کرتا ہے' طواف قدوم کے دوران شروع کے تین چکروں میں رمل کرتا ہے اور داہنا کندھا کھول کر رکھتا ہے' صفا ومروہ کے درمیان سعی کرتا ہے' دونوں سبز ستونوں کے درمیان تیز چلتا ہے اور پھر حلق یا تقصیر کرتا ہے منی میں جاتا ہے' رمی جمرات کرتا ہے' عرفات میں وقوف کرتا ہے' مزدلفہ میں رات گذارتا ہے' قربانی کرتا ہے یہ سب کچھ اللہ کی تابعداری میں کرتا ہے' مسلمان کو ایسے ہی ہونا چاہئیے کہ جب اسے معلوم ہو کہ یہ حکم' اللہ یا اس کے رسول ﷺ کا ہے تو اس کے قبول کرنے میں ذرہ برابر نہ ہچکچائے بلکہ فورا اس پر عمل کرے' جب ایک مسلمان طواف یا سعی میں ایک چکر کی زیادتی کو دین میں بدعت سمجھتا ہے تو اسی طرح ہر عبادت میں اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات واوامر کا پابند ہونا چاہیے' کسی ایسی صلاۃ یا عید یا عبادت سے جس کا اللہ رب العالمین نے حکم نہیں دیا ہے ہرگز اس کا تقرب حاصل نہ کرے' ﴿أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوْا لَهُم مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ﴾ کیا ان لوگوں نے اللہ کے ایسے شریک مقرر کر رکھے ہیں جنہوں نے ایسے احکام مقرر کر رکھے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں [الشوری:21]

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے (مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ) جس نے ہماری اس شریعت میں کوئی نئی چیز نکالی وہ مردود ہے [بخاری ومسلم]۔

آپ ﷺ کی اطاعت وپیروی اور آپ کی سنت پر کسی کی رائے وقول کو مقدم نہ کرنا آپ ﷺ سے سچی محبت کی مثال ہے' ارشاد ربانی ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُوْلِهِ﴾ اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے آگے نہ بڑھو. [الحجرات:1] اور آپ ﷺ نے ان تین صحابہ کرام کی - جنہوں نے ایسی عبادت کرنا چاہا جو آپ کی سنت سے ہٹ کر تھی - تردید کرتے ہوئے فرمایا: (مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ) جس نے ہمارے طریقے سے اعراض کیا وہ ہم میں سے نہیں [بخاری ومسلم] اور اس

بات پر تمام ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ جو قول سنت رسول ﷺ کے مخالف ہو اسے رد کر دیا جائے خواہ اس کا قائل کوئی بھی ہو' امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جسے آپ ﷺ کی سنت معلوم ہو جائے اس کے لئے کسی بھی صورت جائز نہیں ہے کہ وہ آپ کی سنت کو کسی کے قول کی وجہ سے چھوڑ دے''.

تاریخ اسلام کے زریں صفحات پر صحابہ کرام کے کتنے ایسے واقعات نقش ہیں جو حب نبوی و اتباع سنت کے حسین شاہکار ہیں' امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو مخاطب کر کے فرمایا: اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع' اگر میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی بھی نہ چومتا' یہ کہہ کر حجر اسود کو بوسہ دیا' پھر کہنے لگے اب ہمیں طواف (عمرہ) کے پہلے تین چکروں میں رمل کی کوئی ضرورت نہیں' رمل تو مشرکوں کے لئے تھا اور اب اللہ نے انہیں تباہ کر دیا پھر خود ہی فرمایا: رمل وہ عمل ہے جسے نبی کریم ﷺ نے انجام دیا اور نبی کریم ﷺ کی سنت چھوڑنا ہمیں پسند نہیں [صحیح بخاری] یہ ہے اتباع سنت رسول ﷺ کی اصل حقیقت و روح' کاش ہمارے دلوں میں بھی اتباع سنت کا یہی جذبہ پیدا ہو جائے!۔

اسی طرح تحویل قبلہ کے بعد صحابہ کرام کا بحالت رکوع ہی چہروں کو بیت المقدس سے بیت اللہ (کعبہ) کی طرف پھیر دینا' غزوہ خیبر میں گدھوں کی حرمت پر اس کے ابلتے ہوئے گوشت سمیت ہانڈیوں کو انڈیل دینا' شراب کے اعلان حرمت پر اس کے گھڑوں کو توڑ دینا اور شراب کو مدینہ کی گلیوں میں بہا دینا' بحالت صلاۃ نبی کریم ﷺ کو جوتے اتارتے دیکھ کر صحابہ کرام کا جوتے اتار دینا یہ تعمیل حکم اور اتباع رسول ﷺ کے وہ روشن واقعات وشواہد ہیں جن میں ہمارے لئے درس وعبرت کا پیغام ہے۔

ہمیشہ سے حق کا معیار کتاب وسنت ہے' کتاب وسنت ہی دین وملت کی بنیاد اور جملہ

احکام وقوانین کا ماخذ ومرجع ہیں' اللہ رب العالمین نے ہمیں دونوں کومضبوطی کے ساتھ تھامنے کا حکم دیا ہے ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيْعاً وَّلَا تفرَّقُوْا ﴾ اوراللہ کی رسی کتاب وسنت ہے' اور نبی کریم ﷺ ارشادفرماتے ہیں (ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ما ان تمسکتم بهما کتاب الله وسنتی) میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑکر جارہاہوں جب تک تم ان دونوں کومضبوطی سے تھامے رہوگے گمراہ نہیں ہوگے اللہ کی کتاب اوردوسری میری سنت [مؤطا مالک' صحیح الجامع]

ائمہ وعلماء کے اقوال وافعال کو کتاب سنت کی کسوٹی پر پرکھا جائے گا' ارشادربانی ہے ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾ جو اللہ کے رسول ﷺ تمہیں دیں وہ لےلو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ [الحشر: ۷]

صحابہ وتابعین وتبع تابعین وائمہ کرام کے درمیان بھی اجتہادی اختلافات ہوئےلیکن کوئی بھی اپنی رائے کو دوسرے پرتھوپنے کی جسارت نہیں کرتا تھا' یہی وجہ ہے کہ ان کے یہاں اجتہادی مسائل میں اختلاف کے باوجودان کے اندرفرقہ بازی اورگروہ بندی کا کوئی تصورنہیں تھا' کتاب وسنت کی موجودگی میں تمام ائمہ کرام نے اپنے اقوال کوترک کرکے کتاب وسنت پرعمل کرنے کا حکم دیا ہے' اوراگرہم واقعی خلوص دل سے ائمہ کے مقلد ہیں تو ہمیں ان کی تعلیمات پرعمل پیرا ہونا چاہئیے' آج امت مسلمہ فرقہ بندیوں میں بٹ کر اپنا وجود وتشخص کھوچکی ہے باطل عقائد ونظریات' اور بدعات وخرافات جنگل میں آگ کی طرح پھیلتے جارہے ہیں جس کی واحدوجہ کتاب وسنت سے دوری ہے ان سے محفوظ رہنے کا صرف ایک راستہ ہے وہ یہ کہ اللہ کی کتاب اوراس کے نبی کی سنت کومضبوطی سے تھاما جائے اورلوگوں میں کتاب وسنت کی دعوت اوراشاعت کا اہتمام کیا جائے یہ شیدائیان سنت رسول ﷺ کے لئے بڑی خوش آئند بات ہے کہ برسوں کی محنت رنگ لارہی ہے' تاریکیاں ختم

ہورہی ہیں' سپیدہ سحر نمودار ہورہی ہے' لوگوں میں جستجوئے تحقیق بیدار ہورہی ہے' کھرے اور کھوٹے کی تمیز کرنے لگے ہیں اور سنت وبدعت کو سمجھنے لگے ہیں' نہ جانے ہمارے کتنے ایسے بھائی ہیں جن کے سامنے دلائل شرعیۃ کی روشنی میں جب حقیقت بیان کی جاتی ہے تو وہ سر تسلیم خم کردیتے ہیں ان کی آنکھیں ڈبڈبا جاتی ہیں وہ خائف نظروں سے سوال کرتے ہیں کہ ہماری اب تک کی زندگی جو ضلالت وگمراہی کی تاریکیوں میں بھٹک رہی تھی کیا اللہ تعالی ہماری مغفرت فرمادے گا؟ جب انہیں یہ قرآنی مژدہ جانفزا سنایا جاتا ہے ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَاتَقْنَطُوْا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ اِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعاً اِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ میرے ان بندوں کو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے آپ بتادیں کہ تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بلاشبہ اللہ تعالی سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے وہی غفور رحیم ہے [الزمر:53] تو ان کے چہروں پر مسکراہٹ کھیل جاتی ہے وہ شاداں وفرحاں ہوجاتے ہیں کتاب وسنت کی روشنی ان کی زندگیوں کو منور کرنے لگتی ہے' بدعات وخرافات اور تقلید کی چادر پھینک کر کتاب وسنت کا دامن تھام لیتے ہیں۔

حج تعارف وتعاون باہمی کا بہترین ذریعہ ہے اس لئے جسے اللہ رب العالمین حج جیسی عظیم ترین عبادت سے سرفراز فرمائے اسے چاہئیے کہ مختلف ملکوں اور شہروں سے آئے ہوئے مسلمان بھائیوں کے احوال دریافت کرے اور استطاعت بھران کی مدد کرے ارشاد ربانی ہے ﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾ مومن مرد وعورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں [التوبۃ:۷۱] اس سے سے بڑھ کر عزت وشرف کی بات اور کیا ہوگی کہ ایک شخص اللہ کے گھر مہمان بن کر آئے اپنے مسلمان بھائی کی کچھ خدمت اور مدد کردے' نبی کریم ﷺ حجاج کرام کو پانی پلانے والوں سے فرماتے ہیں (تم کام کرتے رہو کیونکہ تم نیک عمل میں ہو' اگر تم لوگوں سے مغلوب نہ ہوجاتے (یعنی زمزم خود

نکال کر پینے کی سنت ادا کرنے کے لئے لوگ تم سے زبردستی ڈول نہ چھین لیتے) تو میں خود اترتا اور رسی کو کندھے پر رکھتا (یعنی لوگوں کو پانی نکال نکال کر پلاتا)[صحیح بخاری/ ح ۱۶۳۵]

مسجد حرام کا ایمان افروز وروح پرور منظر جہاں دنیا کے مختلف ملکوں سے لوگ زیارت کے لئے آتے ہیں جب ایک مسلمان دیکھتا ہے تو اللہ پر اس کا ایمان اور مضبوط ہو جاتا ہے‘ اور اس نبی کے عزم وحوصلہ کو سلام کہتا ہے جس نے بیت اللہ کو اس بے آب وگیاہ سرزمین میں تعمیر کیا جس کی پکار پر صدیوں سے لوگ اس گھر کا رخ کرتے ہیں ﴿وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالاً وَّعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ ﴾ اور لوگوں میں حج کی ندا کر دیں لوگ تمہارے پاس دور دراز سے پا پیادہ بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر سوار بھی تا کہ اپنے منافع کو حاضر ہوں [الحج:27]

دین اسلام پر ثبات قدمی حج سے حاصل ہونے والا سب سے عظیم نفع ہے‘ اسی نفع کے حصول اور مقصد کی تلاش میں انسان بیت اللہ کا سفر کرتا ہے‘ درحقیقت روئے زمین پر بیت اللہ سے اشرف کوئی گھر نہیں یہ اللہ کا وہ گھر ہے جہاں مسلمان حج وعمرہ کے لئے حاضری دیتے ہیں‘ اس عظیم نعمت پر اللہ کی جو بھی تعریف کی جائے کم ہے‘ یہ اللہ کی ان بے شمار نعمتوں میں سے ایک ہے جس سے مسلمان دنیا کے دیگر اہل مذاہب سے ممتاز ہیں ﴿وَاِنَّ الَّذِيْنَ أُوتُوْا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴾ بلاشبہ اہل کتاب کو اس دین کے اللہ کی طرف سے برحق ہونے کا قطعی علم ہے اور اللہ تعالی ان کے اعمال سے غافل نہیں ہے [البقرۃ:144]

قبلہ وعبادت میں مسلمانوں کی ایک انفرادی شان ہے جو ان کے دلوں میں عظمت اسلام کو اجاگر کرتی ہے‘ مسلمان‘ کافروں‘ غیر مسلموں سے تشبہ نہیں اختیار کرتا اور نہ ہی ان کے باطل ادیان وعقائد کی تقلید کرتا ہے‘ اس لئے کہ اسلام اثر انداز ہوتا ہے اثر قبول نہیں کرتا۔

دین حق کے لئے زندگی کو وقف کردینا' اس راہ میں پیش آنے والے تمام مصائب کا جوانمردی سے مقابلہ کرنا' اللہ رب العالمین کی مدد پر یقین کامل رکھنا' صبر ورضا کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑنا' اسلام کی خاطر وقت آنے پر جان کی قربانی سے بھی دریغ نہ کرنا' اللہ کی رضا جوئی کو ہمیشہ مقدم رکھنا' اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کردینا یہ وہ اہم دروس واسباق ہیں جو حج وعمرہ سے وابستہ ہیں' مقام ابراہیم (علیہ السلام) کے پیچھے صلاۃ ادا کرنے سے ابراہیم علیہ السلام کے اپنے اہل وعیال کے ساتھ طویل و پر مشقت سفر کی یاد تازہ ہوتی ہے ان کی یہ ساری تگ ودو صرف اس لئے تھی کہ وہ بیت اللہ کی تعمیر کریں ارشاد ربانی ہے ﴿وَاتَّخِذُوْا مِن مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى ﴾ تم مقام ابراہیم کو مصلی بنالو [البقرۃ:125] صفا ومروہ کی سعی کرتے وقت ام اسماعیل ہاجر کی یاد آتی ہے کہ کس طرح انہوں نے صبر واستقامت کا مظاہرہ کیا' جبکہ دوران طواف اضطباع ورمل میں سنت نبوی ﷺ اور عمل صحابہ کو زندہ کرنا مقصود ہے جس کا مظاہرہ انہوں نے سنہ سات ہجری میں اپنے دشمن کے سامنے قوت کے اظہار کے لئے کیا تھا پھر اس کے بعد فتح مکہ کا عظیم واقعہ پیش آیا تھا' ارشاد ربانی ہے ﴿وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهَ مَن يَّنْصُرُهُ اِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴾ اللہ اس کی ضرور مدد کرتا ہے جو اللہ کی مدد کرتا ہے بے شک اللہ بہت ہی قوی غالب ہے [الحج:40] یہی وجہ ہے کہ صفا ومروہ پر بار بار یہ دعا (لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ) دہرائی جاتی ہے' یہ وہ تاریخی مناظر واعمال ہیں جو ایک مسلمان کو سلف صالح اور اسلامی تاریخ کی یاد دلاتے ہیں' اور اسے دین کی اہم ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ نصرت وتائید کا مژدہ جانفزا سناتے ہیں۔

یہ سنہ ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء کی بات ہے جب جبیل دعوہ سنٹر میں بحیثیت مترجم وداعی راقم آثم

کا تقرر رہوا' الجبیل دعوہ سنٹر اپنی گوناگوں اور متعدد دینی سرگرمیوں کے لحاظ سے ایک اعلی مقام رکھتا ہے پورے سعودی عرب میں اسے عزت واحترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے' ہرسال رمضان اور حج کا جب موسم آتا ہے تو لوگوں کے لئے مختلف زبانوں میں صوم وعمرہ اور حج کے کورسیز کرائے جاتے ہیں' مذکورہ سال حج کورس کی ذمہ داری ہمارے سر تھی اس نوعیت کا یہ ہمارا پہلا کورس تھا جس کے لئے عربی وارد و کتابوں کا مطالعہ کرنا شروع کیا' انہیں میں امام ابن باز رحمہ اللہ کے مشہور شاگرد و عالم دین دکتور سعید بن علی بن وھف القحطانی کی کتاب'' الحج والعمرۃ والزیارۃ فی ضوء الکتاب والسنۃ'' بھی زیر مطالعہ تھی جو اس موضوع پر بڑی ہی مدلل کتاب ہے آں موصوف نے تسلسل کے ساتھ بڑے اچھوتے انداز میں مسائل واحکام کو بیان کیا ہے' تدریس کے دوران اہم موضوعات ونکات پر مسودہ تیار کرتا رہا جسے افادہ عامہ کے پیش نظر مزید تنقیح وتصحیح کے بعد کتاب کی شکل میں پیش کیا جارہا ہے۔

کتاب میں ضعیف احادیث اور بلا دلیل کسی مسئلہ کو ذکر کرنے سے حتی الامکان احتراز کیا گیا ہے' افادہ عامہ کے پیش نظر حج کی غلطیاں' اور قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے منتخب دعائیں بھی ذکر کردی گئی ہیں' اس لحاظ سے یہ کتاب عام وخاص سب کے لئے یکساں مفید ہے' اور ان شاء اللہ یہ بیت اللہ کے پروانوں کے لئے ایک بہترین ہدیہ اور تحفہ ثابت ہوگا' پھر بھی انسان غلطی کا پتلہ ہے کوئی خامی ونقص نظر آنے پر برائے اصلاح جو بھی تنقید یا مشورہ ہوگا بصد شوق وتہہ دل سے قبول کیا جائے گا۔

کتاب کی تیاری اور اشاعت میں جن احباب واخوان کا بھی تعاون رہا ہے ہم ان کے تہہ دل سے شکر گذار ہیں بالخصوص اپنے محترم دوستوں برادرم شیخ عبدالہادی عبدالخالق مدنی اور برادرم شیخ انصار زبیر محمدی حفظہما اللہ کے جنھوں نے بڑی عرق ریزی سے پوری کتاب کا مراجعہ کیا' اور قابل قدر مشوروں سے نوازا' اللہ تعالی موصوفان کو جزائے خیر دے' اوران

کے قلم میں مزید قوت وبرکت عطا فرمائے۔آمین!

اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ اس کتاب کو خالص اپنے لئے نیز ہمارے اور ناشر کے لئے صدقہ جاریہ وذریعہ نجات بنائے آمین !

مولف

چند آداب ونصائح

1-حج وعمرہ کا مقصد صرف اور صرف اللہ کی خوشنودی اور اس کا تقرب ہو' ریا ونمود اور حاجی کہلانا مقصود نہ ہو.

2-سفر سے قبل' احکام حج وعمرہ' آداب سفر اور بعض مسائل واحکام صلاۃ وطہارت جیسے قصر' جمع ' تیمّم ' اور موزوں پر مسح وغیرہ ضرور سیکھ لیں .

3-سفر سے پہلے تمام چھوٹے اور بڑے گناہوں سے توبہ واستغفار کریں.

4-صرف حلال مال ہی سے حج وعمرہ کریں کیونکہ مال حرام سے کی ہوئی عبادت اللہ رب العالمین قبول نہیں کرتا ہے .

5-وصیت کرنے کے بعد ہی حج وعمرہ کے لئے نکلنا چاہیئے .

6-نیک وصالح لوگوں کی صحبت اختیار کریں .

7-شرک وبدعت سے توبہ کریں' غیر اللہ سے استغاثہ' انبیاء وصلحاء سے استعانت وحاجت طلبی اور غیر اللہ کی قسم وغیرہ یہ وہ شرکیہ اعمال ہیں جن سے سارے اعمال برباد واکارت ہوجاتے ہیں.

8- گھر سے نکلتے وقت یہ دعا ضرور پڑھیں (بِسْمِ اللَّهِ ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللَّهِ)اللہ کے نام سے'اللہ پر میں نے بھروسہ کیا اللہ کی مدد کے بغیر نہ کسی سے بچنے کی طاقت ہے نہ کرنے کی[صحیح ترمذی]

جب سواری پر بیٹھ جائیں تو سفر کی یہ دعا پڑھیں : اَللّٰہُ أکْبَرُ اَللّٰہُ أکْبَرُ اَللّٰہُ أکْبَرُ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنا ھَذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلَی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ٗ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْأَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا ھَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی ٗ اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا ھَذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَہٗ ٗ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْأَھْلِ ٗ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَعْثَآءِ السَّفَرِ وَکَآبَۃِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْأَھْلِ .

اورسفر سے واپسی پر جب اپنا شہر نظر آنے لگے تو مزید یہ دعا پڑھیں : آیبون تائبون عابدون لربنا حامدون [مسلم ح/۱۳۴۴]

اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ سب سے بڑا ہے' پاک ہے وہ ذات جس نے اسے (سواری) ہمارے لئے مسخر کیا حالانکہ ہم اس کے قریب ہونے والے نہ تھے ' اے اللہ ہم اپنے اس سفر میں تجھ سے نیکی اور تقوی کا سوال کرتے ہیں اور اس عمل کا سوال کرتے ہیں جسے تو پسند کرتا ہے ' اے اللہ ہمارا یہ سفر ہم پر آسان کردے اور اس کی دوری ہمارے لئے کم کردے' اے اللہ تو ہی سفر کا ساتھی اور گھر والوں کا نائب ہے ' اے اللہ میں تجھ سے سفر کی مشقت' اور مال واہل میں برے منظر اور ناکام لوٹنے کی برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں.

ہم واپس لوٹنے والے' توبہ کرنے والے ' اپنے رب کی عبادت اور حمد کرنے والے ہیں.

9-اسلامی شعائر جیسے داڑھی وغیرہ کی پابندی کریں.

10- سونا مرد کے لئے ناجائز اور حرام ہے اس لئے سونے کی انگوٹھی' چین وغیرہ ہرگز نہ پہنیں' اور نہ ہی ٹخنوں سے نیچے اپنے کپڑے رکھیں.

11- عورت کو چاہیئے کہ ستر وحجاب کی مکمل پابندی کرے ۔

12- حج وعمرہ کے دوران اگر کسی مسئلہ میں غلطی یا آپس میں اختلاف ہو جائے تو اس پر اصرار کی بجائے فوراً علماء کی طرف رجوع کریں.

13- مصلیوں کے سامنے سے گذرنے سے حتی الامکان پرہیز کریں ۔

14- کسی بھی جگہ اژدحام اور بھیڑ بھاڑ کا سبب ہرگز نہ بنیں ۔

15- مکہ مکرمہ میں گری پڑی چیزوں کو اٹھا کر اپنے استعمال میں ہرگز نہ لائیں بلکہ ان کے ذمہ دار تک پہنچا دیں' یا اسے ہاتھ ہی نہ لگائیں.

16- فروض وواجبات کی ادائیگی کا خیال رکھیں.

17- تصویر کشی' سگریٹ وتمبا کو نوشی سے پرہیز کریں.

18- غیبت وچغلخوری' بغض وحسد' دشنام طرازی' لڑائی جھگڑا غرضیکہ ہر عمل بد سے دور رہیں' صالح ونیک اعمال اور باہمی تعاون زیادہ سے زیادہ کریں ۔

19- مسجد حرام اور مسجد نبوی میں پنجوقتہ صلاۃ باجماعت ادا کرنے کی کوشش کریں.

20- لوگوں کی اذیت رسانی سے دور رہیں.

21- بلند مقام پر چڑھتے ہوئے اللہ اکبر اور نیچے اترتے وقت سبحان اللہ کہیں.

22- جس منزل پہ بھی اتریں یہ دعا ضرور پڑھیں : أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ جو شخص یہ کہے گا جب تک اس جگہ سے کوچ نہ کر جائے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی [صحیح مسلم]

حج اسلام کا رکن ہے:

حج کے لغوی معنی قصد وارادہ کے ہیں' اور شریعت کی اصطلاح میں مخصوص ایام میں مخصوص اعمال وافعال کی ادائیگی کے لئے مخصوص مقامات کی زیارت کا نام حج ہے۔

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے' اس کی فرضیت' قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے' اس کی فرضیت سنہ ۹ ہجری میں ہوئی' جو اس کی فرضیت کا انکار کرے اسے مرتد مانا جائے گا' نبی کریم ﷺ نے صرف ایک حج کیا جسے حجۃ الوداع کہا جاتا ہے ۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلاً وَّمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ﴾ ترجمہ: اللہ کی طرف سے ان لوگوں پر جو استطاعت رکھتے ہیں بیت اللہ کا حج فرض ہے اور جو انکار کرے تو اللہ تعالی پوری دنیا سے بے پرواہ ہے . [آل عمران: آیت 97]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے 1- اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں 2- صلاۃ (نماز) قائم کرنا 3- زکاۃ دینا 4- رمضان کے صوم (روزے) رکھنا 5- استطاعت پر بیت اللہ کا حج کرنا [بخاری ح/۸' مسلم ح/۱۶].

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: اے لوگو ! اللہ نے تم لوگوں پر حج فرض کیا ہے لہذا تم حج کرو' ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہر سال فرض ہے؟ تو آپ خاموش رہے' یہاں تک کہ اس شخص نے تین بار یہی سوال دہرایا' اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو (ہر سال) واجب ہوجاتا جو تمہاری استطاعت سے باہر ہوتا' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم مجھے اس حال پر چھوڑ دو جس پر میں نے تمہیں چھوڑا ہے [مسلم ح/۱۳۳۷].

امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ جسے حج کی استطاعت ہو اس پر عمر میں ایک مرتبہ حج فرض ہے . [المغنی لابن قدامۃ: 5/6]

عمرہ واجب ہے:

عمرہ کے لغوی معنی قصد وزیارت کے ہیں' اور شریعت میں مخصوص اعمال کی ادائیگی کے

لئے بیت اللہ کی زیارت کا نام عمرہ ہے' نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں چار عمرے کیئے جن میں سے تین ماہ ذیقعدہ میں کیئے' اور ایک حجۃ الوداع کے ساتھ' رجب میں آپ ﷺ نے کوئی عمرہ نہیں کیا۔[بخاری ومسلم]

عمرہ واجب ہے یا سنت؟ اہل علم کا اختلاف ہے' راجح قول کے مطابق واجب ہے جس کی چند دلیلیں یہ ہیں:

۱-ارشاد باری تعالی ہے﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ﴾اللہ کے لئے حج اور عمرہ پورا کرو۔[البقرۃ:۱۹۶]

۲-ابورزین (لقیط بن عامر) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ میرے باپ بہت ہی ضعیف ہیں' حج وعمرہ کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ ہی سفر کر سکتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے باپ کی طرف سے حج وعمرہ کرو[ابوداؤد ح/۱۸۱۰' ترمذی ح/۹۳۰ وقال: حدیث حسن صحیح' ونسائی]

۳-ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا: کیا عورت پر جہاد فرض ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں لیکن ایسا جہاد جس میں قتال نہیں ہے' یعنی: حج وعمرہ۔[ابن ماجہ ۲۹۰۱ ' مسند أحمد' ارواء الغلیل ۴/۱۵۱]

۴-حدیث جبریل جس میں آپ ﷺ سے اسلام کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں' صلاۃ قائم کرو' زکاۃ دو' بیت اللہ کا حج کرو' عمرہ کرو' غسل جنابت کرو' مکمل وضوء کرو' اور رمضان کے صوم رکھو' اس پر جبریل علیہ السلام نے کہا: اگر میں یہ کہوں تو کیا میں مسلمان ہو جاؤں گا' تو آپ نے فرمایا: ہاں' تو جبریل نے اس کی تصدیق فرمائی۔[صحیح ابن خزیمہ' بیہقی' دارقطنی' حافظ ابن حجر فتح الباری (۳/ ۵۹۷) میں فرماتے ہیں: اس کی اسناد

سے مسلم نے تخریج کی ہے لیکن یہ لفظ اس میں نہیں ہے]

۵-ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہر شخص پر زندگی میں ایک بار حج وعمرہ واجب ہے اور جو اس سے زیادہ کرے اس کے لئے خیر وتطوع ہے [ابن خزیمہ، حاکم، دار قطنی]

مذکورہ ساری دلیلوں سے عمرہ کے وجوب کا ثبوت ملتا ہے رہی سنن ترمذی کی وہ حدیث جس میں آپ ﷺ سے عمرہ کے وجوب کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: نہیں، عمرہ کرنا افضل ہے تو یہ حدیث ضعیف ہے امام البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف ترمذی میں ذکر کیا ہے۔

حج کی شرطیں:

حج کی پانچ شرطیں ہیں:

1-اسلام: ارشاد ربانی ہے: ﴿ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ﴾ ترجمہ: مشرک بالکل ناپاک ہیں اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ آئیں. [التوبۃ:28]

اور اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿ وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ اِلَّآ أَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ﴾ ان سے ان کے صدقات قبول نہ ہونے کی وجہ صرف یہ ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا [التوبۃ: ۵۴]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو بکر الصدیق (رضی اللہ عنہ) نے حجۃ الوداع سے پہلے اس حج میں جس میں انھیں اللہ کے رسول ﷺ نے اُمیر مقرر کیا تھا مجھے قربانی کے دن لوگوں میں یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف کرے .[بخاری ح/ ۳۶۹، ۱۶۲۲، مسلم ح/ ۱۳۴۷]

2- عقل: دیگر عبادتوں کی طرح حج بھی مجنون و پاگل پر فرض نہیں ہے، آپ ﷺ کا

ارشاد ہے: تین ایسے اشخاص ہیں جن سے قلم اٹھالیا گیا ہے یعنی غیر مکلّف ہیں 1- عقل سے عاری پاگل جب تک اسے عقل نہ آجائے 2- سونے والا جب تک نیند سے بیدار نہ ہوجائے 3- بچہ جب تک بالغ نہ ہوجائے. [ابوداؤد ح/ ۴۳۹۸' ارواء الغلیل 2/4-7]

3- بلوغت: حدیث سابق کی روشنی میں نابالغ بچہ پر حج فرض نہیں ہے' البتہ اگر کوئی بچہ حج کرتا ہے تو اس کا حج صحیح ہوگا نیز وہ اور اسے حج کرانے والا دونوں اجر کے مستحق ہوں گے' لیکن اس سے اسلام کا حج ساقط نہیں ہوگا بنا بریں اگر بلوغت کے بعد اس کے اندر حج کی شرائط پائی جائیں تو اس پر حج فرض ہوگا.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مقام روحاء پر ایک قافلہ سے نبی کریم ﷺ کی ملاقات ہوئی' آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: آپ لوگ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہم مسلمان ہیں' انہوں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے رسول (ﷺ) ہیں تو ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ کی طرف ایک بچہ کو اٹھاتے ہوئے سوال کیا: کیا اس پر بھی حج ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں اور اجر تمہیں ملے گا. [صحیح مسلم/ ۱۳۳۶]

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے ہر وہ بچہ جو حج کرلے بالغ ہونے کے بعد اس پر دوسرا حج ہے' اور جو غلام حج کرلے آزاد ہونے کے بعد اس پر دوسرا حج ہے. [مستدرک حاکم' حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں سند کو صحیح قرار دیا ہے ۴/ ۶۱ ملاحظہ ہو: ارواء الغلیل 4/156]

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے آپ ﷺ کے ساتھ جب حج کرایا گیا اس وقت میری عمر سات سال تھی. [صحیح بخاری ح/ ۱۸۵۸]

4- مکمل آزادی: غلام پر حج فرض نہیں ہے لیکن اگر وہ حج کرے تو اجر وثواب کا مستحق ہوگا لیکن اسلام کا حج اس سے ساقط نہ ہوگا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں

گذر چکا ہے ۔

5-استطاعت: حج صرف انہیں لوگوں پر فرض ہے جو اس کی استطاعت رکھتے ہیں جیسا کہ قرآن وحدیث اور اجماع میں اس کی صراحت موجود ہے لیکن اگر غیر مستطیع حج کرتا ہے تو اس کے لئے کافی ہے، استطاعت سے مراد سفر خرچ، تندرستی، راستہ کا پر امن ہونا اور حکومت کی طرف سے کسی قسم کی رکاوٹ کا نہ ہونا ہے۔

عورت کے لئے مزید دو شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے:

1- محرم کا ساتھ ہونا: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: محرم کی غیر موجودگی میں کوئی اجنبی مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ ہو، اور نہ ہی کوئی عورت بغیر محرم کے سفر کرے، ایک آدمی کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ میری بیوی حج کے لئے گئی ہے اور فلاں فلاں غزوہ میں میرا نام لکھا گیا ہے، آپ نے فرمایا: جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو، [بخاری ح/۱۸۶۲، ۳۰۰۶، مسلم ح/۱۳۴۱]

2- شوہر کی وفات کے بعد حالت عدت میں نہ ہونا: بھی سفر حج کے لئے شرط ہے، سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان عورتوں کو جن کے شوہر انتقال کر چکے ہوتے (اور وہ عدت میں ہوتیں) مقام بیداء سے واپس کر دیتے اور حج نہ کرنے دیتے [مؤطأ امام مالک كتاب الطلاق: باب مقام المتوفی عنها زوجها]

لیکن محرم کے بغیر یا شوہر کی وفات کی عدت میں اگر عورت حج کرتی ہے تو اس کا حج صحیح ہوگا ہاں وہ گنہگار ضرور ہوگی، واضح رہے کہ فرض حج کے لئے شوہر کی اجازت ضروری نہیں ہے البتہ نفلی حج شوہر کی اجازت کے بغیر منع ہے ۔

محرم: شوہر اور ہر وہ شخص ہے جس سے عورت کا نکاح قرابت، یا رضاعت یا نکاح (سسرالی رشتہ) کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے حرام وناجائز ہو۔

ہمارے یہاں بے پردگی کا عام رواج ہے نیز پردہ کس سے کیا جائے اور کس سے نہ کیا جائے لوگوں کو اس کے بارے میں کوئی علم نہیں، اس لئے یہاں عام فائدہ کے پیش نظر حرام رشتوں (یعنی محرم لوگوں) کی تفصیل بیان کی جارہی ہے، پردہ کے تعلق سے یہ قاعدہ ذہن نشین رہے کہ ایسے سارے لوگ جن سے ابدی طور پر کسی بھی سبب کے باعث شادی حرام ہے ان سے عورت پر پردہ نہیں ہے، البتہ وہ شخص جس سے صرف وقتی طور پر شادی حرام ہے اس سے عورت پر پردہ واجب اور ضروری ہے جیسے بہن کا شوہر، کیونکہ سالی (بڑی ہو یا چھوٹی) سے شادی ہمیشہ کے لئے نہیں صرف اس وقت تک حرام ہے جب تک اسکی بہن زوجیت میں ہے، اگر اس کی بہن کو طلاق ہوجائے یا وفات پا جائے تو سالی سے شادی جائز ہوگی، اس لئے سالی پر پردہ ضروری ہے۔

اسی طرح بیوی کی پھوپھی اور خالہ پر بھی اس کے شوہر سے پردہ ضروری ہے کیونکہ ان دونوں سے شادی ہمیشہ کے لئے نہیں صرف وقتی طور پر حرام ہے اگر بیوی کا انتقال یا اسے طلاق ہوجائے تو ان دونوں سے شادی جائز ہوگی۔

پردہ نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عورت صرف اپنا چہرہ، اور ہاتھ کھول سکتی ہے۔

قرابت سے حرام رشتے:

1- باپ دادا پردادا اور نانا پرنانا، اوپر تک .

2- بیٹے، پوتے پڑپوتے اور نواسے، نیچے تک.

3- سگے بھائی اسی طرح باپ شریک اور ماں شریک بھائی.

4- بھائیوں کے بیٹے، پوتے، پڑپوتے، نواسے نیچے تک: خواہ سگے بھائیوں سے ہوں یا باپ شریک یا ماں شریک بھائیوں سے.

5- بھانجے خواہ وہ حقیقی بہنوں کے بیٹے ہوں یا باپ شریک یا ماں شریک بہنوں کے بیٹے.

6-چچا خواہ وہ حقیقی ہو یا باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف سے ہو.

7-ماموں خواہ وہ حقیقی ہو یا باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف سے ہو.

رضاعت (دودھ پینے) سے حرام رشتے:

وہ سارے رشتے جو قرابت کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں رضاعت سے بھی حرام ہوتے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: رضاعت سے وہ سارے رشتے حرام ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں [بخاری ح/۲۶۴۶، ومسلم ح/۱۴۴۴]

نوٹ: مدت رضاعت دوسال ہے اس مدت کے اندر جو بچہ کسی عورت کا پانچ مرتبہ اپنی مرضی سے اور پیٹ بھر دودھ پیتا ہے تو حرمت ثابت ہوتی ہے ورنہ نہیں (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: تفسیر احسن البیان ۱۴۳۸-۱۴۴۰)

نکاح کی وجہ سے (سسرالی) حرام رشتے:

1-شوہر کے بیٹے، بھتیجے اور بھانجے .

2-سسر اسی طرح شوہر کا دادا پردادا وغیرہ۔

3-داماد خواہ وہ اپنی بیٹی کا شوہر ہو یا پوتی یا نواسی کا شوہر.

4-سوتیلا باپ (ماں کا شوہر) بایں شرط کہ لڑکی کی ماں کے ساتھ صحبت ہوگئی ہو اگر صرف شادی ہوئی لیکن صحبت نہیں ہوئی تو وہ محرم نہیں ہوگا اس صورت میں لڑکی سے ایسے شخص کی شادی جائز ہے.

محرم کے اندر یہ شرط پائی جانی ضروری ہے کہ وہ بالغ، عقلمند اور امانت دار ہو، بچہ اور مجنون محرم نہیں بن سکتے کیونکہ محرم کا مقصد عورت کی عزت وآبرو کی حفاظت ہے اور یہ دونوں اس کی حفاظت سے قاصر ہوتے ہیں۔

ملاحظہ: درج ذیل لوگوں سے بھی عورت پر پردہ نہیں ہے۔

۱- میل جول والی مسلمان عورتیں : ایسی خواتین جن کا کردار مشکوک نہیں ہے یعنی وہ کسی عورت کی زینت اس کا حسن و جمال اور جسمانی خدوخال اپنے شوہر سے بیان نہیں کرتی ہیں ‘تو ایسی عورت سے حجاب نہیں ہے‘ البتہ ایسی مسلمان عورتیں جن کا کردار مشکوک ہو ان سے بھی حجاب کا حکم ہے‘ واضح رہے کہ غیر مسلم عورتوں سے ہر حال میں پردہ ضروری ہے۔

۲- باندیاں یا غلام جن کی وہ مالک ہیں۔

۳- ایسے خادم مرد جو عورتوں کی حاجت نہ رکھتے ہوں‘ جیسے بے وقوف‘ یا بالکل بوڑھے لوگ۔

۴- نابالغ بچے‘ البتہ وہ بچے جو بلوغت کے قریب ہوں وہ اس حکم سے خارج ہوں گے کیونکہ ان کے اندر جذبات بیدار ہو جاتے ہیں۔[ملاحظہ ہو سورت النور: آیت:۳۱]

ان عورتوں کا بیان جن سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے.

پہلی قسم: قرابت سے حرام عورتیں:

1- ماں‘ دادی‘ نانی.

2- بیٹی‘ پوتی‘ نواسی.

3- سگی بہن اسی طرح باپ شریک اور ماں شریک بہنیں.

4- سگی بھتیجی اسی طرح باپ شریک یا ماں شریک بھائیوں کی بیٹیاں.

5- بھانجی خواہ وہ حقیقی بہنوں کی بیٹیاں ہوں یا باپ شریک یا ماں شریک بہنوں کی بیٹیاں.

6- سگی پھوپھی اسی طرح باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف سے .

7- سگی خالہ اسی طرح باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف سے .

دوسری قسم: رضاعت سے حرام عورتیں

وہ ساری عورتیں جو قرابت کی بنیاد پر حرام ہیں رضاعت سے بھی حرام ہوتی ہیں۔

تیسری قسم: نکاح کی وجہ سے حرام عورتیں

1-ربیبہ یعنی بیوی سے پہلے شوہر کی لڑکی بشرطیکہ اس کی ماں سے صحبت ہو چکی ہو۔

2-ساس،اس میں بیوی کی نانی اوردادی بھی داخل ہے۔

3-بیٹے،پوتے،اورنواسے کی بیویاں.

نوٹ: ۱-لے پالک(متبنیٰ)بیٹوں کی بیویوں سے نکاح حرام نہیں ہے۔

۲-دوسگی بہنوں، ایسے ہی پھوپھی اور بھتیجی،اسی طرح خالہ اور بھانجی کوایک نکاح میں جمع کرنا وقتی طور پر حرام ہے ہمیشہ کے لئے نہیں۔

حج میں جلدی کریں:

ہر فرض عبادت کی طرح حج بھی فی الفور واجب ہوتا ہے لہذا جس شخص کے اندر مذکورہ شرطیں پائی جائیں اسے فوراحج کرنا چاہیے تاخیر کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حج میں جلدی کرو کیونکہ کسے کیا ہوجائے کوئی نہیں جانتا ۔[صحیح ابوداؤد 1/ 325 صحیح ابن ماجہ 2/ 147، ارواءالغلیل ۴/ ۱۶۸]

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میرا ارادہ ہے کہ شہروں میں ایسے لوگ بھیجوں جو استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والوں کا جائزہ لیں پھران پر میں ٹیکس لگادوں، وہ مسلمان نہیں ہیں وہ مسلمان نہیں ہیں[التلخیص الحبیر **صححہ ابن حجر موقوفاً** 2/223]

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے تین بار کہا: کہ جوحج کی استطاعت کے باوجود حج نہ کرے وہ چاہے یہودی بن کر مرے یا نصرانی بن کر مرے.[التلخیص الحبیر 2/ 223]

جس شخص کے اندر حج کی شرائط پائی جائیں اور وہ بنفسہ حج کرنے پر قادر ہے تو فی الفور

اس پر حج واجب ہوجاتا ہے۔

اور اگر کوئی حج کی استطاعت کے باوجود حج نہ کرے تو وہ گنہگار ہوگا البتہ ایسا شخص جو حج کی مالی استطاعت تو رکھتا ہے لیکن وہ عاجز ولاچار ہے تو ایسے شخص کی دو قسمیں ہیں:

1- اگر عجز ختم ہونے کی امید ہو یا جو اچانک بیمار ہوجائے اور شفا کی امید ہو تو ایسے شخص کو چاہیئے کہ انتظار کرے یہاں تک کہ اس کا عجز و بیماری ختم ہوجائے اور اگر اسی دوران اس کا انتقال ہوجاتا ہے تو اس کے مال سے حج بدل کیا جائے گا اور وہ گنہگار نہیں ہوگا ان شاء اللہ

2- اور اگر مجبوری و بیماری دائمی ہو یعنی ختم ہونے یا شفا کی امید نہ ہو جیسے عمر دراز شخص جو سواری پر نہیں بیٹھ سکتا یا ایسا دائمی بیمار جو صحت و زندگی سے مایوس ہوچکا ہے یا جس کے اندر سفر کی طاقت ہی نہ ہو تو ایسے اشخاس کی طرف سے کسی انتظار کے بغیر حج بدل کیا جائے گا. [المغنی لابن قدامہ:5/19]

حج میں نیابت؟

جو اشخاص حج کی قدرت رکھتے ہیں ساتھ ہی ان کے پاس کوئی عذر بھی نہیں ہے تو ایسے لوگوں کی طرف سے حج کرنا درست نہیں ہے امام ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو فریضہء حج ادا کرنے پر قادر ہو اور اس کی طرف سے کوئی حج کرے تو وہ حج صحیح نہیں ہوگا۔

البتہ وہ اشخاص جو حج کی مالی استطاعت تو رکھتے ہیں لیکن بنفسہ حج کرنے پر قادر نہیں ہیں جیسے سفر کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ ہی سواری پر بیٹھ سکتے ہیں یا ایسے مریض ہیں جن کے شفایاب ہونے کی امید نہ ہو تو ایسے لوگوں کی طرف سے دوسرا شخص حج کی نیابت کرسکتا ہے.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول (ﷺ) میرے باپ پر حج اس وقت فرض ہوگیا ہے لیکن وہ اتنے زیادہ عمر دراز ہیں

کہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اور یہ حجۃ الوداع میں پیش آیا۔ [بخاری ح/۱۵۱۳،۱۸۵۵، مسلم ح/۱۳۳۵]

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ عورت مرد کی طرف سے حج کر سکتی ہے۔

ابورزین رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول (ﷺ) سے کہا: میرے باپ اس قدر بوڑھے ہیں کہ وہ حج وعمرہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی سواری پر بیٹھ سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اپنے باپ کی طرف سے حج وعمرہ کرو۔ [صحیح ابوداؤد 1/ 341، نسائی ح/۲۶۲۲ وترمذی ح/۹۳۰]

وہ شخص جس پر حج فرض ہو چکا تھا لیکن حج کرنے سے قبل اس کی وفات ہو گئی یا کسی نے حج کی نذر مانی لیکن پورا کرنے سے قبل وفات پا گیا تو ایسے لوگوں کے مال سے حج کا پورا خرچ نکالا جائے گا، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے: کہ سنان الجہنی کو ان کی بیوی نے اللہ کے رسول ﷺ سے یہ سوال پوچھنے کے لئے بھیجا کہ ان کی ماں وفات پا چکی ہیں اور انہوں نے حج نہیں کیا تھا اب اگر میں اپنی ماں کی طرف سے حج کروں تو کیا ان کی طرف سے کافی ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا اور تم اسے ادا کرتی تو کیا وہ ادا نہ ہوتا؟ انہوں نے کہا: ہاں بالکل، آپ نے فرمایا: تمہاری بیوی کو چاہیئے کہ اپنی ماں کی طرف سے حج کرے۔ [سنن نسائی ح/۲۶۳۴ صحیح ابن خزیمہ 4/ 343 امام البانی نے صحیح النسائی میں سند کی تحسین کی ہے دیکھئے: 2/ 559]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی لیکن حج کرنے سے قبل ان کی وفات ہو گئی کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اپنی ماں کی طرف سے حج کرو، تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتی؟ اس نے کہا: ضرور، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے حق کو ادا کرو کیونکہ اللہ ادائیگی حق کا سب

سے زیادہ حقدار ہے. [بخاری ح/۱۸۵۲]

بخاری کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے آ کر کہا کہ میری بہن نے حج کی نذر مانی تھی لیکن حج کرنے سے پہلے ان کی وفات ہوگئی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ کے حق کو ادا کرو، کیونکہ وہی ادائیگی کا سب سے زیادہ حق دار ہے [صحیح بخاری ح/٦٦٩٩]

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ مرد عورت کی طرف سے حج کر سکتا ہے۔

میت کی طرف سے حج جائز ہے واجب نہیں بشرطیکہ اس کی طرف سے حج کرنے والا پہلے اپنا حج کر چکا ہو، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک شخص کو "لبیک عن شبرمۃ" کہتے ہوئے سنا، آپ نے پوچھا: شبرمہ کون ہے؟ اس نے کہا: میرا بھائی ہے، یا یہ کہا کہ میرا قریبی رشتہ دار ہے ، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے اپنی طرف سے حج کر لیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: پہلے اپنی طرف سے حج کرو پھر شبرمہ کی طرف سے. [سنن ابوداؤد ح/۱۸۱۱، ابن ماجہ ح/۲۹۰۳، صحیح ابوداؤد 1/ 341، ارواء الغلیل 4/ 171]

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے اپنے باپ کے بارے میں سوال کیا کہ حج کئے بغیر ان کی وفات ہوگئی، آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے باپ کی طرف سے حج کرو [سنن نسائی ح/ ٢٦٣٥]

حج وعمرہ کی فضیلت:

1- اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: (**مَنْ حَجَّ هَذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ**) جس نے اس گھر [بیت اللہ] کا حج کیا اور حج کے دوران شہوانی کاموں اور فسق و فجور سے دور رہا تو وہ حج سے (گناہوں سے پاک صاف) اس دن کی طرح واپس ہوتا ہے جس دن اس کی ماں نے جنم دیا تھا. [بخاری ح/۱۵۲۱، مسلم

ح/۱۳۵۰]

2- آپ ﷺ کا فرمان ہے: (اَلْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّة) ترجمہ: ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور مقبول حج کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔[بخاری ح/۱۷۷۳، مسلم ح/۱۳۴۹]

3- عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اسلام لاتے وقت جب شرط لگانی چاہی تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام سابقہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے، ہجرت سابقہ تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے، اور حج سابقہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔[مسلم ح/۱۲۱]

4- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا: کون سا عمل سب سے زیادہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، پھر پوچھا گیا: اس کے بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، پھر پوچھا گیا: اس کے بعد کون؟ آپ نے فرمایا: حج مقبول۔[بخاری ح/۲۶، ۱۵۱۹]

5- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: پے درپے حج اور عمرہ کرو کیونکہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی، لوہا سونا اور چاندی کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے [صحیح سنن نسائی 2/558]

6- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول (ﷺ)! ہم جہاد کو سب سے بہترین عمل سمجھتے ہیں تو کیا ہم جہاد نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، تم عورتوں کے لئے سب سے بہترین جہاد: حج مبرور ہے [صحیح بخاری ح/۱۵۲۰]

مواقیت کا بیان:

مواقیت: میقات کی جمع ہے جس کا مطلب ہے: مقررہ وقت یا مقررہ جگہ اس کی دو

قسمیں ہیں:

1-میقات زمانی: یعنی وہ زمانہ جس کے اندر حج کیا جاتا ہے' جو یہ ہے: شوال ذوالقعدہ اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ تک' ارشاد ربانی ہے: ﴿الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ . . .﴾ حج کے چند معلوم مہینے ہیں' واضح رہے کہ عمرہ کا کوئی زمانہ نہیں ہے بلکہ کسی بھی ماہ حتی کہ حج کے دنوں میں بھی عمرہ کیا جاسکتا ہے' یہ بھی واضح رہے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے سے حج فرض نہیں ہوتا ہے۔

2-میقات مکانی: یعنی وہ مقامات جہاں سے انسان حج یا عمرہ کا احرام باندھتا ہے' باہر سے آنے والے حاجیوں اور معتمرین کے لئے درج ذیل پانچ میقات ہیں:

1-اہل مدینہ اوراس راستہ سے آنے والوں کے لئے: ذوالحلیفہ

2-اہل شام' مصر' لیبیا' جزائر اوراس راستہ سے آنے واالوں کے لئے: الجحفہ:

3-اہل نجد' ریاض' بحرین' دمام' کویت اوراس راستہ سے آنے والوں کے لئے: قرن المنازل' نیانام: السیل الکبیر۔

4-اہل یمن اوراس راستہ سے آنے والوں مثلا پاکستان' انڈیا' بنگلہ دیش' سری لنکا وغیرہ کے لئے یلملم۔

5-اہل عراق اوراس راستہ سے آنے والوں کے لئے: ذات عرق ہے .

ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفۃ' اہل شام کے لئے الجحفۃ' اہل نجد کے لئے قرن المنازل اوراہل یمن کے لئے یلملم مقرر فرمایا ہے' یہ مواقیت ان شہروں میں مقیم لوگوں کے لئے ہیں اوران لوگوں کے لئے بھی جو حج وعمرہ کی نیت سے ان راستوں سے آئیں' جولوگ میقات کے اندر رہتے ہیں وہ اپنی رہائش گاہ سے ہی احرام باندھیں یہاں تک کہ اہل مکہ مکہ ہی سے احرام باندھیں [بخاری

ح/۱۵۲۴ مسلم ح/۱۱۸۱]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:(**وقت رسول اللہ ﷺ لأهل المدينة ذاالحليفة، ولأهل الشام ومصر الجحفة، ولأهل العراق ذات عرق، ولأهل نجد قرناً ولأهل اليمن يلملم**) اللہ کے رسول ﷺ نے اہل مدینہ کے لئے: ذو الحلیفہ، اہل شام ومصر کے لئے: الجحفہ، اہل عراق کے لئے ذات عرق، اہل نجد کے لئے قرن (المنازل) اور اہل یمن کے لئے یلملم میقات مقرر فرمایا۔ [نسائی ح/۲۶۵۴، صحیح نسائی 2/562، صحیح ابوداؤد 1/372]

جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ اہل عراق کے احرام باندھنے کی جگہ ذات عرق ہے [صحیح مسلم ح/۱۱۸۳]

اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اہل عراق کے لئے ذات عرق کو متعین کیا [ابوداؤد ح/۱۷۳۹، سنن نسائی، ارواء الغلیل ۴/۱۷۶]

تنبیہ: صحیح بخاری میں ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اہل عراق کے لئے ذات عرق متعین کیا تھا جبکہ مذکورہ صحیح حدیثوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے متعین کیا تھا بظاہر دونوں حدیثوں میں تعارض نظر آتا ہے جس کا جواب یہ ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو حدیث نہیں پہنچی تھی اس لئے آپ نے اپنے اجتہاد سے اہل عراق کے لئے ذات عرق متعین کیا، اور ان کا اجتہاد حدیث رسول ﷺ کے مطابق ٹھہرا اور یہ کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے کیونکہ یہ وہ صحابی جلیل اور خلیفہ راشد ہیں کہ اللہ رب العالمین نے کئی چیزوں میں ان کے مشورے کے مطابق قرآن کریم میں آیات نازل فرمائی ہیں واللہ اعلم۔

چند اہم مسائل:

1- مکہ مکرمہ اور میقات کے اندر ملازمت کی غرض سے آئے ہوئے مقیم غیر ملکی حضرات

کا شمار بھی مستقل رہائش پذیر باشندوں میں ہوگا۔

2-جدہ میقات کے اندر ہے لہذا حج یا عمرہ کے لئے انڈیا پاکستان بنگلہ دیش اور سری لنکا سے آنے والے بیرونی حضرات کا جدہ پہنچ کر احرام باندھنا جائز نہیں ہے' بلکہ اس صورت میں انہیں یلملم میقات بغیر احرام پار کر جانے کی وجہ سے دم دینا ہوگا۔

3- مکہ وجدہ اور اس جیسے دیگر شہر جو میقات کے اندر ہیں وہاں کے باشندوں اور مقیم لوگوں کا میقات وہی ہے' البتہ اہل مکہ اور وہاں رہائش پذیر عمرہ کے لئے حدود حرم سے نکل کر کسی قریبی (حلال) جگہ جا کر احرام باندھیں گے کیونکہ آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن ابی ابکر الصدیق رضی اللہ عنہما کو حکم دیا تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو عمرہ کے احرام کے لئے مقام تنعیم لے جائیں۔

4-حج یا عمرہ کی نیت سے مکہ آنے والے تمام لوگوں پر مذکورہ مواقیت سے احرام باندھنا واجب ہے خواہ ہوائی راستہ سے آرہے ہوں یا خشکی وسمندری راستہ سے' جہاز کے مسافروں کو جہاز میں سوار ہونے سے قبل ہی غسل کر کے احرام کا کپڑا پہن لینا چاہئے کیونکہ جہاز میں غسل کرنے اور لباس احرام پہننے کا وقت نہیں رہتا' البتہ جب میقات کے قریب ہوں تبھی حج یا عمرہ کا تلبیہ پکاریں۔

5-اگر کوئی بغیر احرام کے میقات گذر جائے تو اسے اسی میقات پر واپس جا کر احرام باندھنا چاہئے جس سے گذر کر آیا ہے' اور اگر واپس جانا ناممکن ہوتو اسے ایک دم (چھوٹا جانور) دینا ہوگا کیونکہ میقات سے احرام باندھنا واجب ہے اور واجب چھوڑنے پر دم دینا پڑتا ہے' ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے [مؤطا 1/ 419 ارواء الغلیل 4/ 299]

واضح رہے کہ فدیہ کا جانور حدود حرم میں ذبح کر کے وہاں کے فقراء ومساکین میں تقسیم کیا جائے گا اس میں سے صاحب دم کو کھانا جائز نہیں ہے.

6-اگر حج یا عمرہ کی نیت نہ ہوتو بغیر احرام کے میقات سے گذرنا اور مکہ مکرمہ میں داخل ہونا جائز ہے' کیونکہ آپ ﷺ نے جب میقات کا ذکر کیا تو یہ فرمایا: (هُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أهْلِهِنَّ مِمَّنْ أرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ)یعنی یہ مواقیت وہاں کے لوگوں کے لئے اوران دوسرے لوگوں کے لئے بھی ہیں جن کا گذر وہاں سے ہواور وہ حج یا عمرہ کرنا چاہتے ہوں' معلوم یہ ہوا کہ اگر حج یا عمرہ کی نیت نہ ہوتو میقات سے گذرنے کے لئے احرام ضروری نہیں ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ جب فتح مکہ کے موقعہ پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے سر مبارک پر خود تھی۔[بخاری ح/۱۸۴۶' مسلم ح/۱۳۵۷] اور صحیح مسلم (ح:۱۳۵۸) میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ بغیر احرام کے تھے آپ کے سر پر سیاہ پگڑی تھی .(کیونکہ آپ ﷺ کی نیت عمرہ کی نہیں تھی)

میقات پر پہنچنے کے بعد:

1-مرد وعورت دونوں کے لئے غسل کرنا مستحب ہے حیض ونفاس والی عورتوں کو بھی غسل کرنا چاہئیے اللہ کے رسول ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی اسماء بنت عمیس کو محمد بن ابی بکر کی پیدائش پر غسل کر کے احرام باندھنے کا حکم دیا تھا.[صحیح مسلم ح/۱۲۰۹]

2-مردوں کو جسم پر خوشبو لگانا مستحب ہے اور اگر احرام کے بعد بھی خوشبو باقی رہتی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ احرام باندھنا چاہتے تو جو خوشبو میسر ہوتی استعمال کرتے میں آپ کے سر کے بال اور داڑھی میں خوشبو کی چمک محسوس کرتی تھی[صحیح بخاری 1/ 266' مسلم ح/۱۱۸۹] ' عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ میں آپ ﷺ کو احرام کے وقت نیز تحلل اول کے بعد طواف افاضہ (زیارت) سے قبل خوشبو لگایا کرتی تھی[بخاری ح/۱۵۳۹' مسلم ح/۱۱۸۹] لیکن

احرام کے کپڑوں میں خوشبو لگانا ہرگز جائز نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے محرم کو ورس (ایک قسم کی خوشبو) اور زعفران میں رنگے ہوئے کپڑوں کو استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے [صحیح بخاری ح/۱۵۴۲ و صحیح مسلم ح/۱۱۷۷].

3- مرد کو دو سفید چادروں (تہبند و چادر) میں احرام باندھنا مستحب ہے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے (**وليحرم أحدكم في ازار ورداء ونعلين**) یعنی تمہیں چادر، تہبند اور جوتوں میں احرام باندھنا چاہیئے [مسند احمد، ابوعوانہ قال الحافظ فی التلخیص 237/2: علی شرط الصحیح]

اگر سفید کپڑے میسر نہ ہوں تو رنگین کپڑوں میں بھی احرام باندھنا جائز ہے .

اگر کسی کو احرام کے لئے تہبند نہ ملے تو پائجامہ اور اگر جوتے ور چپل نہ ملیں تو موزہ استعمال کر سکتا ہے، جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جسے (احرام کے لئے) جوتے نہ ملیں وہ موزے اور جسے تہبند نہ ملے وہ پائجامہ پہن لے [صحیح بخاری ح/۱۸۴۱، ۱۸۴۳ و صحیح مسلم ح/۱۱۷۹].

4- خواتین کے لئے روزمرہ کا لباس ہی احرام ہے ان کے احرام کے لئے کوئی خصوصی کپڑا سنت رسول ﷺ سے ثابت نہیں، اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ عورت احرام میں جو کپڑا چاہے استعمال کر سکتی ہے سوائے ان کپڑوں کے جو ورس یا زعفران میں رنگے ہوئے ہوں، نقاب بھی عورت نہیں پہن سکتی لیکن اگر وہ چاہے تو اپنے چہرے کو کپڑے سے ڈھانک سکتی ہے۔ [بیہقی سند صحیح ہے ارواء الغلیل 4/ 212]

عورت کے لئے دستانہ بھی ممنوع ہے البتہ موزہ پہن سکتی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے عورتوں کو موزہ پہننے کی رخصت دی ہے [ابوداؤد ح/ ۱۸۲۷، ۱۸۳۱، صحیح ابی داؤد 1/ 345]

5-احرام باندھنے کے لئے دو رکعت نفل ادا کرنا نبی اکرم ﷺ کی سنت سے ثابت نہیں ہے' اگر عمرہ کی نیت ہے تو یہ کہیں: **لَبَّیْکَ عُمْرَۃً** یا: **اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ عُمْرَۃً** 'اور اگر حج افراد کی نیت ہے تو **لَبَّیْکَ حَجّاً** یا: **اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ حَجّاً** کہیں' اور اگر حج وعمرہ دونوں (یعنی قران) کی نیت ہے تو **لَبَّیْکَ عُمْرَۃً وَّحَجّاً** یا: **اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ عُمْرَۃً وَحَجّاً** کہیں' اور اگر کسی دوسرے کی طرف سے حج یا عمرہ کا ارادہ ہو تو مثال کے طور پر یہ کہیں: **لَبَّیْکَ عَنْ خَالِدٍ**' اور اگر عورت کی طرف سے حج یا عمرہ کی نیت ہے تو اس کا نام یا کنیت لیں مثال کے طور پر یہ کہیں: **لَبَّیْکَ عَنْ عَائِشَۃ** یا **لَبَّیْکَ عَنْ أُمِّ عَبْدِ اللّٰہِ**.

سواری پر بیٹھ جانے کے بعد احرام باندھنا افضل ہے' کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس وقت احرام نہیں باندھا جب تک سواری پر نہیں بیٹھ گئے [بخاری ح/١٦٦' مسلم ح/١١٨٧]

عمرہ ہو یا حج یا کوئی اور عبادت زبان سے نیت کرنا درست ہی نہیں بلکہ خلاف سنت اور بدعت ہے اس سے احتراز ضروری ہے' واضح رہے کہ لبیک عمرۃ یا حجۃ کہنا یہ نیت نہیں ہے بلکہ حج یا عمرہ میں داخل ہونے کا ذکر یا دعا ہے کیونکہ حج وعمرہ کی نیت تو سفر شروع کرنے سے قبل ہی رہتی ہے لیکن جب تک بندہ میقات پر پہنچ کر یہ لفظ ادا نہ کرے اس کے اوپر ممنوعات احرام میں سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی ہے گرچہ اس کی نیت سفر سے پہلے ہی رہتی ہے' اس کی حیثیت صلاۃ میں اللہ اکبر کی ہے جب تک بندہ اللہ اکبر نہ کہے اس وقت تک صلاۃ میں داخل نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس پر گفتگو' طعام وشراب اور چلنا پھرنا حرام ہوتا ہے حالانکہ جب وہ وضو کرتا ہے تو اسی وقت صلاۃ کی نیت ہو جاتی ہے ہو بہو یہی مثال حج وعمرہ میں لبیک حجۃ یا

عمرۃ کہنے کی ہے' یعنی وہ حج وعمرہ میں داخل ہونے کا ذکر ہے جس طرح اللہ اکبر صلاۃ میں داخل ہونے کا ذکر ہے' واللہ اعلم۔

6- مرد کے لئے احرام باندھنے کے بعد باآواز بلند کثرت سے تلبیہ پکارنا مسنون ہے' تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں: **لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ' لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ' اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ** ترجمہ: اے اللہ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں' ہر طرح کی حمد ونعمتیں تیری ہیں تیری ہی بادشاہت ہے تیرا کوئی شریک نہیں. [بخاری ومسلم] اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو عورت بھی باآواز بلند تلبیہ پکار سکتی ہے واللہ اعلم .

7- احرام کے وقت اضطباع یعنی چادر کو دائیں کندھے کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا درست نہیں ہے' اضطباع مکہ پہنچنے کے بعد صرف طواف قدوم (یعنی پہلے طواف) میں مسنون ہے' عام حالات بالخصوص صلاتوں میں دونوں کندھوں کو احرام کی چادروں سے ڈھانکنا ضروری ہے ' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (**لَا یُصَلِّیَنَّ أَحَدُکُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَیْسَ عَلَی عَاتِقِهِ شَيْءٌ**) ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے میں اس طرح صلاۃ نہ پڑھے کہ اس کے کندھے پر کچھ نہ ہو. [صحیح بخاری ح/۳۵۹]

8- اگر کسی کو بیماری یا کسی وجہ سے حج یا عمرہ پورا نہ کرنے کا اندیشہ ہو اور احرام باندھتے وقت شرط لگالے کہ اگر بیماری بڑھ گئی تو میں وہیں احرام کھول دوں گا یعنی یہ کہے: **اَللّٰھُمَّ مَحِلِّیْ حَیْثُ حَبَسْتَنِیْ** : ''اے اللہ جہاں تو نے مجھے روک دیا وہی میرے حلال ہونے کی جگہ ہے'' تو ایسے شخص پر حج یا عمرہ ادا کرنے سے قبل احرام کھولنے پر کوئی فدیہ ودم نہیں ہے' کیونکہ آپ ﷺ نے ضباعۃ بنت الزبیر رضی اللہ عنہا کو جو بیمار تھیں حکم دیا تھا کہ احرام

باندھتے وقت شرط لگالیں [بخاری: کتاب النکاح، مسلم ح/ ۱۲۰۷].

9- اگر کسی کے ساتھ بچے ہیں اور انہیں بھی حج یا عمرہ کرانا چاہتا ہے اس صورت میں اگر بچہ ممیّز یعنی ہوشیار، وسمجھدار ہے تو خود احرام باندھے اور اگر بچہ تمیز کی عمر کو نہیں پہنچا ہے تو سرپرست کو چاہیئے کہ اس کو احرام کا کپڑا پہنا دے پھر خود اس کی طرف سے تلبیہ پکارے، بچے ان تمام ممنوعات احرام سے دور رہیں گے جن سے ان کا سرپرست دور رہتا ہے، ممیّز بچوں کو طواف کی حالت میں باوضو رہنا ضروری ہے.

بچوں کا حج:

۱- نابالغ بچوں کا حج جائز ہے جس کا ثواب والدین کو بھی ملتا ہے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مقام روحاء پر ایک قافلہ سے اللہ کے رسول ﷺ کی ملاقات ہوئی، آپ نے پوچھا: تم کون لوگ ہو، جواب دیا: ہم مسلمان ہیں، پھر انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا: آپ کون ہیں؟ جواب دیا: اللہ کے رسول (ﷺ) ہیں، جس پر آپ ﷺ کی طرف ایک عورت نے بچے کو اٹھاتے ہوئے کہا: کیا اس بچہ کا حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں اور اجر تمہیں ملے گا [صحیح مسلم ح/ ۱۳۳۶]

۲- اگر بچہ سمجھدار ہے تو اسے احرام کی چادریں پہنا دیں، اور اگر بچہ کم سن یا شیر خوار ہے تو اس کے سلے ہوئے کپڑے اتار کر اسے ایک چادر میں لپیٹ لیں، بچہ کی طرف سے ان کا کوئی سرپرست (والد، بھائی وغیرہ) تلبیہ کہے اور اگر بچہ سمجھدار ہے تو خود تلبیہ پکارے .

۳- مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد بچہ کو اٹھا کر طواف اور سعی کریں اس صورت میں حامل اور محمول دونوں کا طواف اور سعی بیک وقت ہوجاتی ہے، لیکن بچہ اگر باشعور ہے تو حج وعمرہ کے پورے اعمال خود کرے، طواف کے بعد خود زمزم پیئیں اور بچوں کو بھی پلائیں.

۴- سعی کے بعد بچوں کے بال مونڈ دیں یا کاٹ دیں اس طرح بچہ کا عمرہ پورا ہوجائے گا.

۵-ایام حج میں جہاں آپ جائیں وہاں بچوں کو بھی لے جائیں' سرپرست کو چاہیے کہ بچوں کی طرف سے کنکری ماریں .

٦-اگر بچہ کم سن ولاشعور ہے تو اس کی طرف سے سرپرست کو صلاۃ ادا کرنا صحیح نہیں ہے' البتہ اگر وہ سمجھدار ہے تو خود ادا کرے۔

۷-اگر بچوں کی طرف سے حج تمتع یا قران کی نیت کی گئی ہو تو ہر بچہ کی طرف سے الگ الگ قربانی دینا پڑے گی .

۸-اگر بچہ سن شعور کو نہیں پہنچا ہے اور وہ ممنوعات احرام میں سے کسی کا ارتکاب کر بیٹھے تو اس پر کوئی فدیہ نہیں ہے۔

احرام کی اقسام:

حج کے مہینوں میں میقات پر پہنچنے کے بعد حاجیوں کو تین قسم کا اختیار ہے :

1- عمرہ کا احرام: یعنی لبیک عمرۃ کہہ کر صرف عمرہ کی نیت سے احرام باندھنا' جس میں مکہ پہنچ کر عمرہ کیا جاتا ہے یعنی بیت اللہ کا طواف' صفا ومروہ کے درمیان سعی اور پھر بال کٹوا کر حلال ہوجانے کے بعد لباس احرام اتار دیا جاتا ہے' پھر آٹھویں ذی الحجہ کو اپنی رہائش گاہ سے لبیک حجاً کہہ کر حج کا احرام باندھ کر حج کے پورے اعمال کئے جاتے ہیں' اس حج کو حج تمتع کہا جاتا ہے جو ان تمام لوگوں کے لئے افضل ہے جن کے پاس ھدی یعنی قربانی کے جانور نہ ہوں گرچہ وہ حج کا احرام باندھ کر مکہ ہی کیوں نہ پہنچ چکے ہوں کیونکہ آپ ﷺ نے ان تمام صحابہ کرام کو جن کے پاس ھدی کے جانور نہیں تھے اور انہوں نے حج کا احرام باندھ رکھا تھا حج کی نیت کو عمرہ میں تبدیل کرنے کا حکم دیا تھا پھر اپنے متعلق فرمایا: کہ مجھے جو بات اب معلوم ہوئی اگر پہلے معلوم ہوجاتی تو میں اپنے ساتھ جانور نہ لاتا۔[بخاری ح/ ۲۲۹۷ ،مسلم ۱۲۱٦].

یعنی قربانی کے جانور ساتھ میں لانے کی وجہ سے آپ ﷺ حج قران پر مجبور تھے اگر قربانی کے جانور ساتھ نہ ہوتے تو جس طرح آپ ﷺ نے دوسروں کو حج کی نیت کو عمرہ میں بدل دینے کا حکم دیا تھا خود اس پر عمل پیرا ہوتے اور حج قران کی بجائے حج تمتع کرتے۔

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ ہم لوگ حالت احرام میں آپ ﷺ کے ساتھ نکلے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہے وہ احرام ہی میں رہے اور جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے وہ احرام اتار دے، اسماء فرماتی ہیں کہ میرے پاس قربانی کا جانور نہیں تھا اس لئے میں نے (عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد) احرام کھول دیا جبکہ (میرے شوہر) زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ قربانی کا جانور تھا اس لئے وہ احرام ہی میں رہے. [صحیح ابن ماجہ]

حج تمتع کی افضلیت پر کافی دلائل وبراہین موجود ہیں جن سے قطع نظر صرف یہی دوحدیثیں اس بات کے لئے کافی ہیں کہ حج تمتع افضل ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ سے مفضول چیز کی آرزو وتمنا محال ہے پھر آپ ﷺ کا ان تمام لوگوں کو جن کے پاس قربانی کے جانور نہیں تھے حج کی نیت کو عمرہ میں تبدیل کرا دینا بھی اس بات پر بین ثبوت ہے کہ اگر حج قران افضل ہوتا تو آپ ﷺ انہیں مفضول چیز یعنی حج تمتع کا ہرگز حکم نہیں دیتے، پھر اسلام کے اندر آسانی وسہولت ہے اور جو آسانیاں حج تمتع میں ہیں وہ حج قران میں ناپید ہیں۔ حج تمتع کرنے والا شخص اگر حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرنے کے بعد اپنے ملک ہندوستان، پاکستان یا سعودی عرب ملازمت کے لئے آئے ہوئے اپنے شہر دمام، ریاض، مدینہ، وغیرہ واپس چلا جائے تو اس پر حج تمتع ضروری نہیں ہے نیز اگر وہ اسی سال حج تمتع کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے دوسرا عمرہ کرنا ہوگا، کیونکہ حج تمتع کے لئے گھر سے نکلنے کے بعد ایک ہی سفر میں عمرہ وحج ادا کرنا ضروری ہے.

مسئلہ: میقات سے حج تمتع کا احرام باندھنے والے کو حج قران یا حج افراد کی نیت میں تبدیل کرنا سنت سے ثابت نہیں ہے.

2-حج اور عمرہ کی ایک ساتھ نیت کرنا: اسے قِران کہا جاتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ میقات سے حج وعمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھیں مکہ پہنچنے پر طواف قدوم کے بعد صفا ومروہ کی سعی کریں اور اگر چاہیں تو سعی کو طواف افاضہ تک موخر کردیں' پھر اس کے بعد حالت احرام ہی میں رہیں اور آٹھویں ذی الحجہ کو منی کے لئے روانہ ہو جائیں' حج کے سارے اعمال کریں پھر ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو تحلل اول کے بعد احرام کھول دیں' حج قران کا احرام باندھنے والوں کے ساتھ اگر قربانی کا جانور نہیں ہے تو ان کے لئے افضل یہ ہے کہ حج قران کی نیت کو عمرہ میں تبدیل کردیں یعنی طواف وسعی کے بعد بال کٹوا کر حلال ہوجائیں احرام کے کپڑے اتار دیں پھر آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھ کر منی کے لئے روانہ ہوں۔

مسئلہ: جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہے اور حج قران کا احرام باندھ چکا ہے تو وہ حج کی نیت کو عمرہ میں تبدیل نہیں کرسکتا' جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ حج کا احرام باندھ کر (مکہ) آئے تو آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اپنے حج کو عمرہ بنالیں اور حلال ہوجائیں' راوی کہتے ہیں چونکہ آپ ﷺ کے ساتھ قربانی کا جانور تھا اس لئے آپ ﷺ اپنے حج کو عمرہ میں نہ بدل سکے. [صحیح مسلم]

البتہ میقات پر اسے اختیار ہے چاہے تو صرف عمرہ کا احرام باندھے (یعنی حج تمتع کا) یا حج قران کا۔

3-صرف حج کی نیت کرنا: اسے افراد کہا جاتا ہے یعنی میقات سے حج کے مہینوں میں صرف حج کی نیت سے احرام باندھنا۔

حج افراد کا وہی طریقہ ہے جو حج قران کا ہے دونوں میں قربانی کے سوا کسی اور چیز کا فرق نہیں ہے، حج قران میں قربانی دینا واجب ہے جبکہ حج افراد میں واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم اللہ کے رسول (ﷺ) کے ساتھ نکلے، کسی نے عمرہ کا، تو کسی نے حج وعمرہ کا ایک ساتھ، جبکہ کسی نے صرف حج کا احرام باندھا تھا۔ [بخاری ح/١٥٦٢]

ممنوعات احرام:

حالت احرام میں حاجی ومعتمر پر جن امور کا کرنا ممنوع وحرام ہوتا ہے اسے محظورات (ممنوعات) احرام کہا جاتا ہے، جن کی تین قسمیں ہیں جو درج ذیل ہیں:

پہلی قسم: وہ امور جو مرد وزن دونوں پر حرام ہیں:

1- بلا عذر جسم کے کسی بھی حصہ سے بال کاٹنا یا اکھیڑنا: اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ﴾ ترجمہ: "اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک کہ قربانی اپنی منزل کو نہ پہنچ جائے" [البقرۃ:196] آیت مذکورہ میں سر کے بال منڈانے کی ممانعت ہے لیکن اس میں پورے جسم کے بال از راہ قیاس داخل ہیں.

2- بلا عذر ہاتھ یا پیر کے ناخن تراشنا: ہاں اگر ناخن خود بخود ٹوٹ کر گر جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اسی طرح اگر ناخن کا کچھ حصہ ٹوٹ جائے جس کی وجہ سے تکلیف ہو تو ٹوٹے ہوئے حصہ کو کاٹنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

3- احرام باندھنے کے بعد جسم یا احرام کے کپڑوں میں خوشبو لگانا منع ہے آپ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا: (اِخْلَعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ أَثَرَ الْخَلُوْقِ عَنْكَ وَأَنْقِ الصُّفْرَةَ) ترجمہ: تم جبہ نکال دو اور خوشبو کے نشانات کو دھو کر مٹا دو اور زردی کو صاف کر دو

[بخاری ح/ ۱۵۳۶،۱۷۸۹، مسلم ح/ ۱۱۸۰]، آپ ﷺ نے محرم کو ایسا کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے جس میں زعفران یا ورس (ایک قسم کی خوشبو) لگا ہوا ہو۔ [بخاری ح/۱۵۴۲، مسلم ح/ ۱۱۷۷)

ایسی چائے یا کافی پینا بھی ناجائز ہے جس میں زعفران ملا ہو، البتہ مرد نے اگر پہلے سے جسم پر خوشبو لگا لیا ہے اور اس کا اثر احرام کے بعد بھی باقی رہتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

4- خشکی کا شکار کرنا (جیسے ہرن، نیل گائے، خرگوش، حلال پرندے) یا شکاری کی مدد کرنا: ارشاد ربانی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَاتَقْتُلُوْا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ﴾ ترجمہ: اے ایمان والو! حالت احرام میں شکار نہ کرو [المائدۃ:۹۵] اور فرمایا: ﴿وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُماً﴾ ترجمہ: جب تک تم حالت احرام میں رہو تمہارے اوپر خشکی کا شکار حرام قرار دے دیا گیا ہے. [المائدہ:96].

وضاحت: مکہ مکرمہ کے حدود حرم میں شکار کرنا، اسے بھڑکانا اور قدرتی درختوں کا کاٹنا سب پر اور ہمیشہ حرام ہیں گرچہ وہاں کا باشندہ ہی کیوں نہ ہو اس کا احرام یا حج وعمرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

5- نکاح کرنا، کروانا یا شادی کا پیغام بھیجنا: اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے (لَا يَنْكَحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ) ترجمہ: محرم نہ نکاح کرسکتا ہے اور نہ کرواسکتا ہے اور نہ ہی شادی کا پیغام بھیج سکتا ہے. [مسلم ح/ ۱۴۰۹]

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے وارد ہے کہ جو حالت احرام میں شادی کرتا آپ دونوں یعنی میاں بیوی کے درمیان جدائی کردیتے [سنن بیہقی، ارواء الغلیل ۴/ ۲۲۸] اللہ کے رسول ﷺ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے حلال ہونے کے بعد شادی کی تھی، وہ خود بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حلال ہونے کے بعد مجھ سے شادی کی [مسلم ح/ ۱۴۱۱]

اورسنن ابوداؤد(۱۸۴۳)میں ہے(تزوجنی النبی ﷺ ونحن حلالان بسرف)یعنی ہم دونوں کے حلال ہونے کے بعد مقام سرف میں نبی کریم ﷺ نے مجھ سے شادی کی [امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں صحیح علی شرط مسلم ارواء الغلیل ۴/ ۲۲۸]

6-جماع:ارشادربانی ہے﴿ اَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِيْ الْحَجِّ ﴾ترجمہ: حج کے چند معلوم مہینے ہیں جو ان مہینوں میں حج کرے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ، فسق وفجور اور جدال سے دور رہے [البقرۃ:197]

تحلل اُول سے قبل جماع کرنے سے حج باطل ہوجاتا ہے جس کی تفصیل مسائل فدیہ میں آرہی ہے .

دوسری قسم: وہ امور جو صرف مردوں پر حرام ہیں وہ درج ذیل ہیں:

1-مردوں کا اپنا سر یا چہرہ جان بوجھ کر متصل چیز جیسے ٹوپی، پگڑی، رومال وغیرہ سے ڈھانکنا، البتہ سائے کے لئے چھتری، خیمہ یا گاڑی کی چھت استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ محرم کون سے کپڑے پہنے؟ تو آپ نے فرمایا:(لَايَلْبَسُ الْقَمِيْصَ ، وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَات وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ) ترجمہ: قمیص شرٹ، پگڑی، پائجامہ، کوٹ اور موزہ نہ پہنے [بخاری ح/۱۵۴۲، مسلم ح/۱۱۷۷]اور جب آپ ﷺ جمرہ عقبہ کی رمی کررہے تھے اس وقت اسامہ وبلال رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ تھے ایک اونٹنی کی نکیل تھامے ہوئے تھے جبکہ دوسرے آپ کو سر کے اوپر کپڑا اسے سایہ کرکے دھوپ سے بچارہے تھے[مسلم ح/ ۱۲۹۸].

محرم کا اپنے چہرے کو ڈھانکنا بھی منع ہے آپ ﷺ نے اس شخص کے متعلق جسے اس کی اونٹنی نے کچل دیا تھا پھر اس کی وفات ہوگئی تھی فرمایا:(لَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ وَلَا وَجْهَهُ

فَـاِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا) ترجمہ: اس کے سر اور چہرے کو نہ ڈھانکو وہ قیامت کے دن تلبیہ پکارتے ہوئے اٹھے گا[مسلم ح/۲۸۹۶(۱۲۰۶)

مسئلہ: سر پر سامان اٹھانا اگر مقصد سر ڈھانکنا نہ ہو اسی طرح ندی یا نہر میں ڈبکی لگا کر غسل کرنا گرچہ سر پانی میں ڈوب جائے کوئی حرج نہیں ہے .

2- جان بوجھ کر سلے ہوئے کپڑے پہننا: جیسے شرٹ' کرتا' پائجامہ' موزہ' بنیان اور دستانہ وغیرہ البتہ ایسی سلی ہوئی چیزوں کا استعمال جائز ہے جو سائز کے مطابق استعمال کے لئے نہ بنائے گئے ہوں جیسے سلا ہوا بیلٹ یا سلی پٹے والی گھڑی یا چپل وغیرہ۔

تیسری قسم: جو صرف عورتوں پر حرام ہے وہ دو چیزیں ہیں:

۱- نقاب پہننا. ۲- دستانہ پہننا [بخاری ح/۱۸۳۸]

البتہ اجنبی مردوں کے سامنے چہرے کو دوپٹہ وغیرہ سے ڈھانکنا ضروری ہے' فاطمہ بنت منذر رحمہا اللہ فرماتی ہیں کہ ہم حالت احرام میں اسماء بنت ابی بکر (رضی اللہ عنہا) کے ساتھ ہوتے تو اپنے چہروں کو ڈھانک لیا کرتے تھے . [مؤطا امام مالک 1/ 328' حاکم 1/ 454' امام البانی نے سند کو صحیح قرار دیا ہے ارواء الغلیل 4/ 212].

فدیہ کے مسائل:

ممنوعات احرام کے ارتکاب کی تین صورتیں ہیں:

1- بلا عذر کسی ممنوع چیز کا ارتکاب کرنا: اس صورت میں گناہ بھی ہے ساتھ ہی ساتھ فدیہ بھی ہے۔

2- حاجت وضرورت کے تحت کسی ممنوع چیز کا ارتکاب کرنا مثلاً مرض کی وجہ سے سر منڈوانا یا سخت سردی سے حفاظت کے لئے سلے ہوئے کپڑے پہننا ایسا کرنا جائز ہے البتہ فدیہ دینا واجب ہے۔

3-لاعلمی' بھول چوک یا جبر وزبردستی کی وجہ سے کسی ممنوع چیز کا ارتکاب کرنا اس صورت میں نہ گناہ ہے اور نہ ہی فدیہ' ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَكِن مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ﴾ [الأحزاب:5] ترجمہ: بھول چوک پر کوئی گناہ نہیں ہے گناہ اس میں ہے جو تم جان بوجھ کر کرو.

لاعلمی اور بھول چوک میں کسی ممنوع چیز کا ارتکاب کرنے والے شخص کو یاد آجانے یا بتانے کے بعد فوراً اس کام سے باز آجانا چاہیے' اگر سستی یا اصرار کرتا ہے تو اسے فدیہ دینا ہوگا۔

فدیہ کی مقدار: اگر حاجی یا معتمر ممنوعات احرام میں سے عمداً کسی کا ارتکاب کر بیٹھے تو اسے (۱) ایک قربانی' یا (۲) چھ مسکینوں کو کھلانا' یا (۳) تین دن کے صوم رکھنا ضروری ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

1-اگر کوئی شخص بال یا ناخن کاٹ لے یا خوشبو استعمال کر لے' یا مرد اپنا سر یا چہرہ ڈھانک لے یا سلا ہوا کپڑا یا دستانہ پہن لے یا عورت نقاب یا دستانہ پہن لے اس صورت میں اگر یہ عمداً کیا گیا ہے تو مذکورہ بالا فدیہ میں سے کوئی ایک ادا کرنا ضروری ہے' قربانی دینے کی صورت میں پورے گوشت کو فقراء حرم پر تقسیم کرنا ضروری ہوگا اس کے لئے اس میں سے کھانا جائز نہیں ہے' ارشاد ربانی ہے: ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُم مَّرِيْضاً أَوْ بِهِ أَذىً مِّنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ﴾[البقرة:196] ترجمہ: تم میں سے جو بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو (پھر وہ سر منڈا لے) تو اس پر فدیہ ہے یا تو صوم (روزہ) رکھے یا صدقہ کرے یا قربانی دے' اللہ کے رسول ﷺ نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تمہارے سر کے جوئیں زیادہ تکلیف دیتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں آپ ﷺ نے فرمایا: سر منڈا لو پھر ایک بکری ذبح کرو یا تین دنوں کے صوم رکھو یا چھ

مسکینوں کو کھانا کھلاؤ ہر مسکین کو نصف صاع (سوا کلو گرام) کھانا دو. [بخاری 4/16 ، مسلم 2/861]

2- جماع کرنا: تحلل اول (جس کی تشریح آ رہی ہے) سے قبل اگر کوئی عمداو بلا جبر وا کراہ جماع کرتا ہے تو اس پر درج ذیل امور مرتب ہوتے ہیں:-(الف) گناہ (ب) حج فاسد ہو جاتا ہے (ج) حج کی تکمیل کرنا ہوگی (د) آئندہ سال قضا دینا ہوگا (ھ) فدیہ میں اونٹ ذبح کر کے سارا گوشت فقرائے حرم پر تقسیم کرنا ہوگا، اور اگر تحلل اول کے بعد جماع کرتا ہے تو حج باطل نہیں ہوتا ہے البتہ اسے ایک بکری کا فدیہ دینا ہوگا۔

3- نکاح حرام ہے: اگر کوئی ایسا کرتا ہے اس کا نکاح صحیح نہیں ہوگا البتہ اس پر کوئی فدیہ نہیں ہے۔

4- وحشی جانور کا شکار: شکار کی صورت میں اسے تین چیزوں کا اختیار ہے:

(الف) شکار شدہ جانور کا مساوی بطور فدیہ ذبح کرے اور اس کا سارا گوشت فقرائے حرم میں تقسیم کر دے۔

(ب) یا شکار شدہ جانور کی قیمت لگا کر اتنا غلہ نکال کر 6 مسکینوں میں تقسیم کر دے، ایک مسکین کو آدھا صاع (تقریباً سوا کلو گرام) کھانا دے۔

(ج) یا ہر مسکین کے کھانے کے عوض ایک دن کا صوم رکھے، ارشاد ربانی ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَاتَقْتُلُوْا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُم مُّتَعَمِّداً فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْياً بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ أَوْ عَدْلُ ذَلِكَ صِيَاماً لِّيَذُوْقَ وَبَالَ أَمْرِهِ عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ وَاللَّهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ﴾ [المائدۃ:95]

ترجمہ: اے ایمان والو تم حالت احرام میں شکار نہ کرو اور جو شخص تم میں سے جان بوجھ کر

قتل (شکار) کرے گا تو اس پر فدیہ واجب ہوگا جو اس جانور کے مساوی ہو جسے اس نے قتل کیا ہے اس بات کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کریں گے (اس فدیہ کو) کعبہ تک پہنچایا جائے' یا مسکینوں کو کھلانے کی شکل میں کفارہ دیا جائے یا اس کے برابر صوم رکھے جائیں تا کہ وہ اپنے کئے کا مزہ چکھ لے جو ہو گیا اللہ نے اسے معاف کر دیا ہاں جو شخص دوبارہ ایسی حرکت کرے گا تو اللہ اس سے انتقام لے گا اور اللہ زبردست انتقام لینے والا ہے۔

مسکینوں کے کھلانے اور صوم کے متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول ہے کہ چھ مسکینوں کو کھانا یا تین دن کے صوم رکھنے ہوں گے. [تفسیر ابن کثیر]

حالت احرام میں جائز امور:

1- سر ملنا' دھلنا' کھجلانا اور غسل کرنا صحیحین میں ہے کہ عبد اللہ بن عباس اور مسور بن مخرمہ کے درمیان مقام ابواء پر اس مسئلہ میں اختلاف ہو گیا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہنا تھا کہ محرم سر دھو سکتا ہے جبکہ مسور بن مخرمہ رحمہ اللہ اس کے قائل نہیں تھے مسئلہ دریافت کرنے کے لئے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عبد اللہ بن حنین (راوی قصۃ) کو ابو ایوب انصاری (رضی اللہ عنہ) کے پاس بھیجا وہ کہتے ہیں کہ میں ان کے پاس گیا تو انہیں غسل کرتے ہوئے پایا وہ کپڑے سے پردہ کئے ہوئے تھے میں نے سلام کیا اور کہا کہ میں عبد اللہ بن حنین ہوں مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ مسئلہ پوچھنے کے لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ حالت احرام میں کس طرح سر دھلتے تھے؟ ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اس کپڑے پر جس سے پردہ کئے ہوئے تھے رکھا اور سر جھکا دیا جس پر میں نے ان کا سر دیکھ لیا' پھر ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے جو آپ کو نہلا رہا تھا کہا کہ پانی ڈالو؟ اس نے پانی ڈالا' پھر ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کو ملا اور ہاتھ آگے پیچھے کیا' پھر کہنے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے۔[بخاری ح/۱۸۴۰'

مسلم ح/۱۲۰۵]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ کیا محرم بدن کو کھجلا سکتا ہے؟ کہا: ہاں بلکہ زور سے کھجلائے۔[صحیح بخاری]

2- موذی یعنی زہریلے جانور کو مارنا حتی کہ انہیں حرم میں بھی مارنا جائز ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ : اَلْعَقْرَبُ ، وَالْحِدَاةُ ، وَالْغُرَابُ ، وَالْفَأْرَةُ ، وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَفِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ : اَلْحَيَّةُ) ترجمہ: پانچ موذی جانوروں کو ہر جگہ قتل کرنا جائز ہے بچھو، چیل، کوا، چوہیا (چوہا) پاگل کتا[بخاری ح/ ۱۸۲۹، مسلم ح/ ۱۱۹۸] اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: سانپ بھی۔

وضاحت: ہر موذی جانور اور کیڑے مکوڑوں کو اس حدیث کی روشنی میں قتل کیا جاسکتا ہے جیسے شیر، چیتا مچھر، ڈنک مارنے والی مکھی وغیرہ.

3- محرم کو تہبند نہ ملنے پر پائجامہ اور جوتا نہ ملنے پر موزہ پہننا جائز ہے، جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے.

4- احرام کی چادریں دھلنا اور تبدیل کرنا جائز ہے، آپ ﷺ نے اس شخص کے سوال پر جس نے خوشبو سے لت پت چادروں میں عمرہ کا احرام باندھ رکھا تھا پوچھا: اگر تم حج کرنا چاہتے تو کیا کرتے؟ اس نے کہا: میں یہ کپڑے اتار دیتا اور خوشبو کو دھوڈالتا، آپ ﷺ نے فرمایا: جو کچھ حج میں کرتے ہو وہی عمرہ میں کرو۔[صحیح مسلم]

معلوم ہوا کہ احرام کے کپڑے اتارنے اور تبدیل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

5- حاجت پر سینگی لگوانا اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے مرہم پٹی کرنا جائز ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حالت احرام میں سینگی لگوائی[بخاری: ۱۸۳۵]

6- بیلٹ، گھڑی، چشمہ وغیرہ کا استعمال جائز ہے، آئینہ میں چہرہ دیکھا جا سکتا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: محرم ریحان (ایک قسم کا پھول) سونگھ سکتا ہے، آئینہ دیکھ سکتا ہے اور جو چیز کھاتا ہے اس سے دوا وعلاج بھی کر سکتا ہے، عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں: محرم انگوٹھی پہن سکتا ہے اور پٹی (بیلٹ) باندھ سکتا ہے .[صحیح بخاری]

7- تیل، صابون وغیرہ جس میں خوشبو نہ ہو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حالت احرام میں بغیر خوشبو والا تیل لگایا۔[مسند احمد]

8- مچھلیوں کا شکار حلال ہے ۔

9- عورت ہر قسم کا سلا ہوا کپڑا پہن سکتی ہے اس کے لئے صرف نقاب اور دستانہ ناجائز ہے۔.

10- خیمہ چھت یا چھتری سے سایہ حاصل کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

ارکان حج:

حج کے چار ارکان ہیں:

1- حج کی نیت کرنا: رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے (اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ) اُعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے[بخاری ومسلم وغیرہ]

2- عرفہ میں وقوف کرنا ارشاد نبوی ﷺ ہے: (اَلْحَجُّ عَرَفَةُ) عرفہ ہی حج ہے[سنن اربعہ، ارواء الغلیل 4/256]

3- طواف افاضہ (زیارت): ارشاد ربانی ہے﴿وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾ اور چاہیئے کہ بیت عتیق (خانہ کعبہ) کا طواف کریں[الحج:29] اور آپ ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے جب انہیں حج میں حیض آ گیا فرمایا: (أحابستنا هی) کیا یہ ہمیں روک لیں گی؟

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: طواف افاضہ سے فارغ ہونے کے بعد انہیں حیض آیا ہے' پھر آپ ﷺ نے کوچ کرنے کا حکم دیا۔[بخاری ح/۱۷۵۷' مسلم ح/۱۲۱۱]

4- صفاومروہ کے درمیان سعی کرنا' ارشاد نبوی ﷺ ہے (اسْعَوْا فَإِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْيَ) تم (صفاومروہ کی) سعی کرو اس لئے کہ اللہ رب العالمین نے اسے لازم قرار دیا ہے۔[مسند احمد 6/421' سنن ابن ماجہ' ارواء الغلیل 4/269]

عائشہ رضی اللہ عنہا قسم کھا کر فرمایا کرتی تھیں اس شخص کا حج نہیں ہوگا جس نے صفاومروہ کی سعی نہیں کی۔[بخاری ح/۱۶۴۳' مسلم ح/۱۲۷۷]

واجبات حج:

1- میقات سے احرام باندھنا آپ ﷺ نے میقات بیان کرنے کے بعد فرمایا: یہ مواقیت وہاں کے مقیم لوگوں کے لئے ہیں اور باہر سے آنے والے لوگوں کے لئے بھی بشرطیکہ حج یا عمرہ کا ارادہ ہو۔(حدیث گذر چکی ہے)

2- غروب آفتاب تک عرفات میں وقوف کرنا۔

3- مزدلفہ میں رات گذارنا۔

4- أیام تشریق کی راتیں منی میں گذارنا' آپ ﷺ نے حاجیوں کو پانی پلانے والوں اور چرواہوں کو منی میں رات نہ گذارنے کی رخصت دی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ منی میں رات گذارنا واجب ہے ورنہ رخصت دینے کی ضرورت نہ پڑتی۔

5- جمرات کو بالترتیب کنکریاں مارنا' دسویں ذی الحجہ کو جمرۃ العقبہ اور ایام تشریق میں تینوں جمرات کو بالترتیب کنکری مارنا' جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آپ ﷺ کو دسویں تاریخ کو سواری سے رمی کرتے ہوئے دیکھا آپ فرما رہے تھے: تم لوگ مجھ سے حج کے مناسک سیکھو شاید اس حج کے بعد کوئی حج نہ کرسکوں[مسلم ح/۱۲۹۷]

6- حلق یا قصر (سرمنڈوانا یا بال کٹانا) آپ ﷺ نے اس کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مکہ پہنچنے کے بعد صحابہ کو طواف بیت اللہ اور سعی بین الصفا والمروہ کا حکم دیا' پھر وہ حلق یا قصر کر کے حلال ہو جائیں [بخاری ح/۱۷۳۱]

7- طواف وداع: ارشاد نبوی ہے: (وَلَايَنْفِرَنَّ أَحَدٌ حَتَّى يَكُوْنَ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ) ترجمہ: جب تک بیت اللہ کا آخری طواف نہ کرلے کوئی (مکہ سے) نہ جائے [مسلم ح/۱۳۲۷] ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں لوگوں کو طواف وداع کا حکم دیا گیا ہے البتہ حائضہ عورتوں کے لئے رخصت ہے [بخاری ح/۱۷۵۵' مسلم ح/۱۳۲۸]

وضاحت: مذکورہ اعمال کے علاوہ جو اعمال ہیں وہ سنن کہلاتے ہیں مثال کے طور پر آدمی کا دو سفید چادریں پہننا' تلبیہ پکارنا' حجر اسود کو بوسہ دینا' رمل' اضطباع اور سعی کے لئے صفا ومروہ کی پہاڑیوں پر چڑھنا وغیرہ وغیرہ' رکن چھوٹنے پر حج باطل ہو جاتا ہے اور واجب چھوٹنے پر ایک دم لازم آتا ہے جبکہ سنن چھوٹ جانے پر کچھ نہیں ہے' واجب چھوٹنے پر دم کی دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول ہے: جو کچھ بھول جائے یا اسے چھوڑ دے وہ دم دے۔ [حوالہ گذر چکا ہے ارواء الغلیل ۴/ ۲۹۹)

ارکان اور واجبات عمرہ:

عمرہ کے تین ارکان ہیں:

1- عمرہ کی نیت 2- بیت اللہ کا طواف 3- صفا ومروہ کی سعی۔

اور واجبات صرف دو ہیں: 1- باہر سے آنے والوں کا میقات سے اور مکہ والوں کا حدود حرم سے باہر جا کر احرام باندھنا۔

2- حلق یا قصر۔

مسئلہ : اگر کوئی عمرہ کرنے والا طواف وسعی کے بعد یعنی حلق یا قصر سے پہلے جماع کر بیٹھے تو اسے بطور کفارہ دم دینا ہوگا اس کا عمرہ صحیح ہوگا یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے [سنن بیہقی 5/172 امام البانی نے اسے موقوفا صحیح قرار دیا ہے ارداء الغلیل 4/233] اور اگر طواف سے پہلے جماع کر بیٹھے تو ایسے شخص کا عمرہ فاسد ہوجاتا ہے' اسی طرح طواف کے بعد اور سعی سے قبل جماع سے بھی جمہور کے نزدیک عمرہ باطل ہوجاتا ہے آخر الذکر دونوں صورتوں میں اسے عمرہ کی تکمیل کے ساتھ ساتھ قضاء نیز کفارہ بھی دینا ہوگا ۔[الاستذکار 12/290' اضواء البیان 5/389 منقول از: مرشد الحاج والمعتمر للدکتور سعید بن علی القحطانی]

مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے آداب:

مکہ مکرمہ روئے زمین میں سب سے افضل شہر ہے جب آپ ﷺ ہجرت کررہے تھے اس وقت آپ کی زبان مبارک پر یہ کلمات رواں دواں تھے(وَاللَّـهِ اِنَّکِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللَّهِ ، وَأَحَبُّ أَرْضِ اللَّهِ اِلَي اللَّهِ وَلَوْلَا أَنِّيْ أُخْرِجْتُ مِنْکِ مَا خَرَجْتُ)اللہ کی قسم (اے مکہ) تو اللہ کی ساری زمین سے بہتر ہے اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے' اگر مجھے یہاں سے نہ نکالا جاتا تو میں کبھی بھی نہ نکلتا[سنن ترمذی 3925' ابن ماجہ 3108]

مکہ مکرمہ رحمت کائنات نبی کریم ﷺ کا مولد ہے آپ ﷺ نے اپنی ترسٹھ سالہ عمر مبارک میں ترپن سال اسی شہر کی گلیوں میں گذارا ہے اسی مبارک شہر میں کعبہ مشرفہ اور دیگر مقدس مقامات ہیں یہیں آپ ﷺ کو نبوت ورسالت سے سرفراز کیا گیا' اسے اللہ رب العالمین نے آسمان وزمین کی تخلیق کے وقت ہی حرام قرار دے دیا تھا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا: اللہ تعالی نے آسمان وزمین کی تخلیق کے دن ہی اس شہر کو حرام قرار دیا ہے' وہ اللہ کے حرام کرنے کی وجہ سے قیامت تک

حرام رہے گا، مجھ سے پہلے کسی کے لئے اس شہر میں قتال حلال نہیں ہوا اور میرے لئے بھی دن میں صرف ایک گھڑی حلال ہوا، پس وہ اللہ کے حرام کرنے کی وجہ سے قیامت تک حرام رہے گا لہذا اس کے درخت کے کانٹوں کو نہ توڑا جائے اور نہ ہی اس کے شکار کو بھگایا جائے اور نہ ہی وہاں کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے ہاں وہ شخص اٹھا سکتا ہے جو اس کے مالک تک پہنچائے، اس کی گھاس نہ کاٹی جائے، تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ اذخر یہ تو لوگوں کے چولہوں اور گھروں میں استعمال ہوتی ہے؟ تب آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی اجازت ہے[مسلم ح/۱۳۵۳]

حرم مکہ مکرمہ کی حدود یہ ہیں:

۱ ۔شمال کی طرف مقام تنعیم تک جو مکہ سے چار میل کی مسافت پر ہے۔

۲۔ مشرق میں مقام جعرانہ تک جو تقریبا دس میل کے فاصلہ پر ہے۔

۳۔ شمال مشرق میں وادی نخلہ تک جو تقریبا نو میل کی مسافت پر ہے۔

۴۔ مغرب کی طرف مقام حدیبیہ تک جو آٹھ میل کی دوری پر ہے، اب اس کا نیا نام "شمیسی" ہے، حکومت سعودی عرب نے چاروں طرف مذکورہ مقامات پر سفید ستون نصب کر دیئے ہیں۔[حج کے مسائل: محمد اقبال کیلانی]

دجال، مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: مکہ اور مدینہ کے سوا کوئی ایسا شہر نہیں ہے جہاں دجال کا گذر نہ ہو، ان کے تمام راستوں پر فرشتے صف بہ صف پہرہ دے رہے ہیں۔[بخاری ح/ ۱۸۸۱]

مکہ مکرمہ کی یہ خصوصیت ہے کہ وہاں ہر وقت صلاۃ وطواف جائز ہے، جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اے بنی عبد مناف! دن اور رات کے

کسی بھی وقت میں جو یہاں طواف یا صلاۃ پڑھنا چاہے اسے مت روکنا [ابوداؤد' نسائی' سنن ترمذی ح/ ۸۶۸ وقال حدیث حسن صحیح ، سنن دارمی]

اب آیئے ذیل کی سطروں میں روئے زمین کے سب سے افضل ومبارک شہر میں داخل ہونے کے چند آداب وسنن بھی ملاحظہ کرتے چلیں۔

1- داخل ہونے سے پہلے غسل نیز دن میں داخل ہونا مستحب ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ذوالحلیفہ سے تلبیہ پکارنا شروع کرتے جب حدود حرم کے قریب پہنچتے تو رک جاتے اور رات وادی ذی طوی میں بسر کرتے صلاۃ فجر ادا کرتے پھر غسل کرتے وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا۔[بخاری 3/ 463 مسلم ح/ ۱۲۵۹]

2- اگر ممکن ہو تو بالائی حصہ (باب المعلاۃ) سے مسجد حرام میں داخل ہونا مسنون ہے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ جب مکہ پہنچے تو (مسجد حرام میں) بالائی حصہ سے داخل ہوئے اور نچلے حصہ سے نکلے۔[بخاری 3/ 437 مسلم ح/ ۱۲۵۸]

3- مسجد حرام میں داخل ہوتے وقت دیگر مساجد کی طرح دایاں پیر داخل کریں اور یہ دعا پڑھیں (أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ' اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ [ابوداؤد' ابن السنی' مسلم 4/ 494] ترجمہ: میں مردود شیطان سے اللہ عظیم' اس کے کریم چہرے اور قدیم سلطنت کی پناہ چاہتا ہوں' اللہ کے نام سے اور درود وسلام ہو اللہ کے رسول (ﷺ) پر' اے اللہ تو اپنی رحمت کے دروازے ہمارے لئے کھول دے.

اور جب نکلیں تو بایاں پاؤں نکالیں اور یہ دعا پڑھیں: (بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ' اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ) اللہ کے نام سے اور درود وسلام ہوں اللہ کے رسول ﷺ پر اے اللہ میں تیری فضل کا سوال کرتا ہوں [مسلم

4/494]

مسجد حرام کا تحیۃ المسجد اس شخص کے لئے جو طواف کرنا چاہتا ہے طواف ہے اور جو طواف نہ کرنا چاہے دو رکعت ہے جسے پڑھے بغیر نہ بیٹھے۔

طواف کعبہ مشرفہ:

صحابی جلیل ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حرم میں داخل ہوتے تو تلبیہ بند کر دیتے۔[موٴطا امام مالک، ارواء الغلیل ۴/ ۲۹۸-۲۹۹]

طواف کے لئے طہارت شرط ہے، آپ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض کی وجہ سے بیت اللہ کا طواف کرنے سے اس وقت تک منع کر دیا تھا جب تک وہ پاک ہونے کے بعد غسل نہ کر لیں۔[بخاری ح/۲۹۴، ۱۶۵۰ مسلم 2/ 874]

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مکہ آنے کے بعد سب سے پہلا کام وضو کیا پھر بیت اللہ کا طواف کیا[بخاری ح/ ۱۶۴۱ مسلم 2/ 906] آپ ﷺ کا فرمان ہے(اَلطَّوَافُ بِالْبَیْتِ صَلَاۃٌ اِلَّا أَنَّکُمْ تَتَکَلَّمُوْنَ فِیْہِ فَلَا یَتَکَلَّمُ اِلَّا بِخَیْرٍ) ترجمہ: بیت اللہ کا طواف مثل صلاۃ ہے البتہ تم اس میں کلام کرتے ہو لہذا خیر کے سوا کوئی کچھ کلام نہ کرے[نسائی ترمذی ابن خزیمہ، ارواء الغلیل 1/ 154] اور جب صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آیا تو آپ ﷺ نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ وہ طواف افاضہ سے ابھی فارغ نہیں ہوئی ہیں فرمایا: کیا وہ ہمیں (سفر سے) روک دینے والی ہیں؟ لوگوں نے کہا: وہ طواف (افاضہ) سے فارغ ہوگئی ہیں پھر آپ ﷺ نے کوچ کرنے کا حکم دیا۔[متفق علیہ]

طواف کی ابتدا حجر اسود سے ہوتی ہے اگر بآسانی ممکن ہو تو اسے بوسہ دے کر طواف شروع کریں البتہ اس کے لئے لوگوں کو دھکے دینا یا تکلیف میں ڈالنا مناسب نہیں ہے بوسہ کے وقت بسم اللہ، اللہ اکبر یا صرف اللہ اکبر کہیں اگر بوسہ دینے میں مشقت ہو تو اسے ہاتھ یا

ڈنڈے سے چھوئیں پھر اسے چوم لیں۔[صحیح مسلم]

اگر اس میں بھی مشقت ہو تو صرف اپنے داہنے ہاتھ سے ایک بار اشارہ کریں اور اللہ اکبر کہیں لیکن ہاتھ کو نہ چومیں پھر خانہ کعبہ کو بائیں طرف کرتے ہوئے حطیم کے باہر سے طواف شروع کر دیں اسی طرح سات چکر لگائیں ہر چکر کی ابتدا وانتہاء حجر اسود پر ہوگی، جب رکن یمانی کے پاس پہنچیں تو اگر اژدحام نہ ہو تو صرف داہنے ہاتھ سے اسے چھوئیں لیکن اسے بوسہ نہ دیں اور نہ ہی ہاتھ کو چومیں اور اگر اس کا چھونا مشکل ہو تو اپنا طواف جاری رکھیں اس کی طرف اشارہ کرنا یا چلتے ہوئے اللہ اکبر کہنا درست نہیں ہے کیونکہ یہ آپ ﷺ سے منقول نہیں ہے، البتہ حجر اسود سے جب بھی گذر ہو اس کو بوسہ دیں یا استلام کریں یا داہنے ہاتھ سے اشارہ کریں اور اللہ اکبر کہیں، صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا جب حجر اسود کے پاس سے گذرتے اس کی طرف اس چیز سے جو آپ کے پاس تھی اشارہ کرتے اور اللہ اکبر کہتے، اور صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود کا استلام کیا پھر ہاتھ کو چوم لیا، اور صحیح مسلم ہی میں ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی چھڑی سے حجر اسود کا استلام کیا پھر اسے چوم لیا، نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے: (مَسحُ الْحَجَرِ وَالرُّكْنِ الْيَمَانِيْ يَحُطُّ الْخَطَايَا حَطّاً) یعنی: حجر (اسود) اور رکن یمانی کا چھونا گناہوں کو مٹا دیتا ہے. [ابن خزیمہ ابن حبان بسند قوی] واضح رہے کہ ساتویں چکر کا اختتام حجر اسود ہی پر ہوگا.

طواف قدوم میں اضطباع یعنی احرام کی چادر دائیں کندھے کے نیچے سے بائیں کندھے پر ڈالنا مسنون ہے. [ابوداؤد ح/ ۱۸۸۳، ترمذی ح/ ۸۵۹، صحیح ابی داؤد 3/152]

طواف میں صلاۃ کی طرح ستر پوشی کا بھرپور خیال رکھنا چاہیئے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:(لَا يَطُوفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ) ترجمہ: بیت اللہ کا کوئی ننگا طواف نہ کرے.[متفق علیہ]اور آپ ﷺ نے فرمایا:(اَلطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلَاةٌ اِلَّا أَنَّكُمْ تَتَكَلَّمُوْنَ فِيْهِ) ترجمہ: بیت اللہ کا طواف مثل صلاۃ ہے فرق صرف یہ ہے کہ تم اس میں بات چیت کرتے ہو ۔[ترمذی، ابن ماجہ، مستدرک حاکم، امام البانی نے صحیح کہا ہے]

اس طواف کے شروع کے تین چکروں میں حجر اسود سے حجر اسود تک صرف مردوں کے لئے رمل یعنی اکڑ کر تیز تیز اور چھوٹے چھوٹے قدموں سے چلنا مستحب ہے، واضح رہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کے ساتھ عمرۃ القضاء میں حجر اسود سے لے کر رکن یمانی تک رمل کیا تھا جبکہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان عام چال اختیار کیا تھا کیونکہ قریش حجر (حطیم) کی طرف بیٹھے ہوئے تھے اور وہ یہاں سے نظر نہیں آرہے تھے اس لئے آپ ﷺ نے صرف حجر اسود سے لے کر رکن یمانی تک رمل کا حکم دیا تھا[صحیح بخاری ح/١٦٠٢، صحیح مسلم ح/1266]لیکن آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں ابتدائی تین چکروں میں حجر اسود سے لے کر حجر اسود تک رمل کیا تھا، جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے (شروع کے (تین چکروں میں حجر (اسود) سے لے کر حجر (اسود) تک رمل کیا، جبکہ باقی چار چکروں میں عام چال اختیار کیا[مسلم ح/١٢٦٢، سنن ترمذی ح/ ٨٥٧]ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کیا پھر بیان کہ نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا[صحیح مسلم حوالہ مذکور، أبوداؤد ح/ ١٨٩١] چونکہ آپ ﷺ کا آخری عمل یہی ہے اس لئے حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کرنا مسنون ہے واللہ اعلم، شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے فتاوی مکیہ میں یہی ذکر کیا ہے۔

عذر کی حالت میں سواری پر طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ نے سواری پر طواف کیا ہے، حدیث کے مطابق اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں نے آپ ﷺ کو

چاروں طرف سے گھیر لیا تھا جس کی وجہ سے آپ کا دیدار مشکل ہوگیا تھا جس کے لئے آپ ﷺ نے اونٹنی پر سوار ہو کر سعی کی تھی، اسی طرح آپ ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جو مریض تھیں فرمایا: (طُوْفِيْ مِن وَّرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ) ترجمہ: لوگوں سے دور رہ کر سوار ہو کر طواف کرو۔ [بخاری ح/۱۶۳۳ او مسلم ۱۲۷۶]

مسجد حرام کے اندر اور اس کی چھت سے طواف کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، طواف کے دوران زیادہ سے زیادہ ذکر واذکار اور دعاؤں میں مشغول رہنا چاہئے لیکن پست آواز میں تاکہ لوگوں کو تشویش نہ ہو، طواف کے لئے مخصوص دعائیں آپ ﷺ سے وارد نہیں ہیں اس لئے جو دعائیں اور اذکار یاد ہوں وہ کریں۔

طواف کے ہر چکر میں رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ قرآنی آیت پڑھنا مستحب ہے جیسا کہ آپ ﷺ سے ثابت ہے ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ [البقرۃ:201] اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی (اعمال خیر کی توفیق) دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذاب جہنم سے نجات دے. [ابوداؤد ح/۱۸۹۲، ابن خزیمہ، مسند احمد، صحیح ابوداؤد 1/ 354]

طواف کے ہر چکر میں حجر اسود اور رکن یمانی کو چھونا مسنون ہے [ابوداؤد ح/ ۱۸۷۶، ارواء الغلیل ۴/ ۳۰۸]

طواف مکمل کرنے کے بعد مقام ابراہیم کے پاس جائیں وہاں جاتے ہوئے یہ آیت پڑھنا مسنون ہے ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ ترجمہ: اور مقام ابراہیم کو مصلی (جائے صلاۃ) بنالو. [البقرۃ:125] [مسلم ح/ ۱۲۱۸، نسائی ۲۹۶۶، ترمذی ح/ ۸۶۲] وہاں صرف دو رکعت ادا کریں، مقام ابراہیم کے پاس اگر جگہ نہیں ملتی ہے تو مسجد حرام کے کسی بھی حصہ میں پڑھ لیں یہاں تک کہ مسجد حرام سے باہر بھی پڑھنے میں کوئی حرج نہیں

ہے [بخاری ح/ ۱۶۲۶] صحن طواف میں بھیڑ بھاڑ اور مزاحمت کرنا ہرگز صحیح نہیں ہے اللہ کے رسول ﷺ کی اقتداء کرتے ہوئے پہلی رکعت میں سورت الکافرون اور دوسری میں سورۃ الاخلاص پڑھنا افضل ہے۔[مسلم ح/ ۱۲۱۸، سنن نسائی ح/ ۲۹۶۶] دونوں سورتوں میں توحید کا بیان اور شرک سے بیزاری کا اعلان ہے، ان دونوں کے علاوہ دوسری سورتیں پڑھنا بھی جائز ہے۔

وضاحت: مقام ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کی تھی اس پر آپ کے قدم کے نشانات ہیں، اس پتھر کو کعبہ مشرفہ کے بغل میں شیشے کے پنجرے میں محفوظ کر دیا گیا ہے جسے ہر حاجی بآسانی دیکھ سکتا ہے۔

صلاۃ سے فارغ ہونے کے بعد زمزم کے پاس جائیں جہاں آب زمزم پینا اور اس سے وضو کرنا مسنون اور اس کا کچھ حصہ سر پر ڈالنا مستحب ہے [مسند احمد، ارواء الغلیل ۱/ ۴۴ و ۴/ ۳۲۵] آب زمزم روئے زمین کا سب سے بہترین پانی ہے جسے پیتے وقت خلوص سے مانگی گئی دعا قبول ہوتی ہے، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: (ماء زمزم لما شرب له) آب زمزم جس مقصد کے لئے پیا جائے وہ حاصل ہو جاتا ہے [ابن ماجہ ح/ ۳۰۶۲، ارواء الغلیل ۴/ ۳۲۰] زمزم غذاء ہے اور اس میں شفاء ہے۔

آب زمزم پینے کے بعد پھر حجر اسود کے پاس آنا، اسے بوسہ دینا یا استلام کرنا مستحب ہے۔

صفا و مروہ کی سعی:

سعی کے لئے صفا پہاڑی پر جائیں، اور جب اس کے قریب ہوں تو قرآن کی یہ آیت پڑھیں ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَو اعْتَمَرَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْراً فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ﴾ ترجمہ: صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں اس لئے بیت اللہ کا حج وعمرہ کرنے والے پر ان کا

طواف کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے اپنی خوشی سے بھلائی کرنے والوں کا اللہ قدردان اور انہیں خوب جاننے والا ہے[البقرۃ:158] اور یہ کہے: أبدأ بما بدأ اللہ بہ یعنی اسی (پہاڑی) سے (سعی) شروع کرر ہا ہوں جس سے اللہ نے (قرآن مجید میں) شروع کیا ہے۔[صحیح مسلم ح/۱۲۱۸، ترمذی ح/۸۶۲ وقال: حسن صحیح]

ضروری تنبیہ: صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا حج وعمرہ کا رکن ہے لیکن قرآن کے الفاظ (کوئی گناہ نہیں ہے) سے یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ ان کا سعی کرنا یا نہ کرنا دونوں برابر ہے حالانکہ ایسی بات نہیں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اگر اس کا مطلب یہ ہوتا تو پھر اللہ تعالی یہ فرماتا: اگر ان کا طواف نہ کرے تو کوئی گناہ نہیں ہے، جس کی مزید وضاحت شان نزول سے ہوتی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انصار قبول اسلام سے قبل مناۃ بت کے نام تلبیہ پکارتے جس کی وہ مشلل پہاڑی پر عبادت کرتے تھے اور جب مکہ پہنچتے تو یہ لوگ صفا ومروہ کے درمیان سعی کو گناہ سمجھتے جب یہ لوگ مسلمان ہوئے تو انھوں نے رسول اکرم ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو یہ آیت نازل ہوئی جس میں یہ کہا گیا کہ صفا ومروہ کے مابین سعی میں کوئی گناہ نہیں ہے جیسا کہ تم سمجھتے ہو۔[صحیح بخاری ح/۱۶۴۳، مسلم ح/۱۲۷۲]

صفا پہاڑی پر اتنا چڑھیں کہ بیت اللہ نظر آجائے لیکن کوشش کے باوجود اگر کعبہ نظر نہ آئے تو کوئی حرج نہیں ہے، وہاں قبلہ رو ہوکر ہاتھ اٹھا کر یہ دعا تین مرتبہ پڑھیں: اللہ اکبر (تین بار کہیں) **لا اِلَـهَ اِلَّا الـلـه وَحْـدَه لَا شَـرِيْكَ لَـهُ ، لَـهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْـحَـمْدُ ، يُحْيِي وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا اِلَـهَ اِلَّا الله وَحْدَه لَا شَرِيْكَ لَـه ، أَنْـجَـزَ وَعْـدَهُ وَنَـصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ.** (تین بار)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں وہ تنہا ہے اس

کا کوئی شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تمام لشکروں کو تنہا شکست دی۔ [صحیح مسلم ح/ ۱۲۱۸، نسائی ح/ ۲۹۷۵]

اس کے درمیان جتنی چاہیں دونوں ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگیں . [صحیح ابوداؤد 1/ 351/ح 1648]

دعا کے بعد صفا پہاڑی سے اتریں اور مروہ پہاڑی کی طرف چلنا شروع کر دیں، مرد کے لئے دونوں سبز ستونوں کے درمیان تیز چلنا مسنون ہے لیکن کسی کو ایذاء پہنچانا ہرگز جائز نہیں ہے، عورت کے لئے فتنہ وفساد کے خوف سے تیز چلنا درست نہیں ہے، جب مروہ پہاڑی پر پہنچیں تو وہاں بھی وہی کریں جو صفا پر کر کے آئے ہیں البتہ اس آیت ﴿ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ﴾ کی تلاوت نہ کریں جو صفا پہاڑی پر چڑھتے ہوئے کی تھی کیونکہ اس آیت کو سعی شروع کرنے سے قبل پڑھنا مسنون ہے، اس وقت مروہ پہاڑی سے کعبہ مشرفہ کا دیدار ناممکن ہے اس لئے صرف قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعائیں کرنا ہی کافی ہے، اس طرح صفا سے مروہ تک ایک چکر ہو گیا۔

اب مروہ سے صفا پہاڑی کے لئے واپس لوٹیں، راستہ میں جہاں چلنا ہے وہاں چلیں اور جہاں تیز چلنا مسنون ہے جیسے دونوں سبز ستونوں کے مابین تو وہاں تیز چلیں یہاں تک کہ صفا پہاڑی پر پہنچ جائیں، اور یہ دوسرا چکر شمار ہوگا، اس طرح سات چکر لگائیں ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی جانا ایک چکر شمار ہوتا ہے، ساتواں چکر مروہ پر ختم ہوگا دوران سعی ذکر واذکار، تسبیح وتحمید بکثرت کرتے رہنا چاہیے، سعی کی کوئی مخصوص دعا آپ ﷺ سے وارد نہیں ہے اس لئے جو دعا کرنا چاہیں کریں، اگر یہ دعا کریں تو بھی کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ ابن مسعود اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے (**رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّکَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَکْرَمُ**) اے میرے رب بخش دے اور رحم فرما تو بہت ہی زیادہ عزیز اور

کریم ہے [ابن ابی شیبۃ 4 / 68، بیہقی 5 / 95 امام البانی نے اپنی کتاب حجۃ النبی ﷺ میں اسے موقوفا صحیح قرار دیا ہے صفحہ 27] قرآن کریم کی تلاوت بہترین ذکر ہے اس لئے اس کی تلاوت میں کوئی حرج نہیں ہے۔

پاکی کی حالت میں سعی کرنا مستحب ہے، لیکن اگر کسی عورت کو طواف کے بعد حیض یا نفاس کا خون آجائے تو سعی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ سعی کے لئے طہارت شرط نہیں ہے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا: کہ تم بیت اللہ کے طواف کے سوا ہر وہ کام جو حاجی کرتا ہے کرو [بخاری ومسلم] حاجی سعی بھی کرتا ہے اس لئے سعی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ احتیاطا اگر پاک ہونے تک انتظار کرے تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس وقت صفاومروہ کی پہاڑیاں مسجد حرام میں داخل ہوچکی ہیں اور جس وقت آپ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ حکم دیا تھا ظاہر ہے اس وقت دونوں پہاڑیاں مسجد حرام سے بالکل الگ تھلگ تھیں۔

عذر یا ضرورت کی بنیاد پر سوار ہوکر سعی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن پیدل افضل ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنی اونٹنی پر سوار ہوکر اس لئے طواف قدوم اور سعی کی تھی تاکہ لوگ آپ ﷺ کا دیدار کرسکیں اور آپ سے مسائل وغیرہ دریافت کرسکیں [صحیح مسلم ح/۱۲۷۳] اس وقت ہاتھ گاڑیاں سواریوں کی متبادل ہیں اس لئے ان پر سعی کرنے میں چنداں قباحت نہیں۔

دوسرے منزلہ سے سعی کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، دوران سعی صلاۃ یا پانی کی ضرورت پر سعی کا سلسلہ منقطع کیا جاسکتا ہے پھر وہیں سے شروع کریں جہاں منقطع کیا تھا، سعی کے مکمل ہونے پر کوئی صلاۃ نہیں ہے۔

سات چکر پورا کرنے کے بعد اگر عمرہ ہے تو بال منڈوالیں اور اگر تمتع کررہے ہیں اور

حج میں اتنا وقت ہے کہ بال لمبے ہوجائیں گے تو بال منڈوانا افضل ہے اور اگر حج میں اتنی مدت نہیں ہے تو بال کتروانا افضل ہے تاکہ دسویں ذی الحجہ کو حلق کرسکیں کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام ذی الحجہ کی چوتھی تاریخ کو مکہ پہنچے تھے جس پر آپ ﷺ نے ان صحابہ کو جن کے پاس قربانی کے جانور نہیں تھے (یعنی حج تمتع کرنے والوں کو) حلق کی بجائے قصر کا حکم دیا تھا۔[بخاری ح/۱۵۴۵ مسلم ح/۲۹۴۵]۔

اپنے سر کی داہنی طرف سے بال کتروانا یا منڈوانا مسنون ہے نبی کریم ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا[صحیح مسلم، ابوداؤد ح/۱۹۸۱]

پورے سر کے بال کتروانا ضروری ہے اگر کوئی آدھے سر کے بال کتروائے یا ادھر ادھر سے چند بال کاٹ لے جیسا کہ مروہ پہاڑی پر کچھ لوگ کرتے ہیں تو وہ حلال ہونے کے لئے کافی نہیں ہوگا ٹھیک اسی طرح جیسے آدھے سر یا اس کے بعض حصوں کا حلق کرنا کافی نہیں ہے، عورت انگلی کے ایک پور کے برابر بال یا تو خود کاٹ لے یا محرم سے کٹوالے انگلی کے پور سے زیادہ کاٹنا ممنوع ہے، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: عورتوں پر حلق نہیں صرف تقصیر ہے۔[ابوداؤد ح/۱۹۸۴]

اس طرح عمرہ پورا ہوجاتا ہے اب جو چیزیں احرام کی وجہ سے حرام تھیں جائز ہوگئیں اس طرح متمتع بھی حلال ہوجاتا ہے، البتہ اگر وہ قارن ہے یعنی عمرہ وحج کی ایک ساتھ نیت کی ہے اور گھر سے اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے کر آیا ہے تو وہ حالت احرام میں اس وقت رہے گا جب تک کہ دسویں تاریخ کو جمرۃ العقبہ کو کنکری نہ مار لے لیکن قارن اپنے ساتھ اگر قربانی کا جانور نہیں لایا ہے تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ اپنی نیت کو عمرہ میں تبدیل کردے اور بال کترواکے حلال ہوجائے جس طرح کہ متمتع حلال ہوجاتا ہے آپ ﷺ نے سعی کے آخری چکر میں مروہ پر فرمایا: (**لو انی استقبلت من أمری ما استدبرت لم**

أسق الهدى وجعلتها عمرة **فمن كان منكم ليس معه هدى فليحل وليجعلها عمرة**)اگر مجھے پہلے سے اس کا علم ہوتا جس کا ابھی ہوا ہے تو میں اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہیں لاتا اور میں اسے عمرہ بنا دیتا پس جس کے پاس ہدی کے جانور نہ ہوں وہ حلال ہو جائے اور اسے عمرہ بنا دے۔[بخاری، مسلم]

عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد طواف بیت اللہ سے قبل اگر کسی عورت کو حیض یا نفاس کا خون آجائے اور وہ آٹھویں ذی الحجہ تک پاک نہ ہوسکی ہو تو وہ اپنی رہائش گاہ سے حج کا احرام باندھ لے اس صورت میں وہ قارنہ ہوگی بیت اللہ کا طواف چھوڑ کر ہر وہ کام جسے ایک حاجی کرتا ہے کرے، اس لئے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب حیض آگیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم ہر کام کرو جو ایک حاجی کرتا ہے البتہ بیت اللہ کا طواف پاک ہونے تک نہ کرنا[بخاری3/504، مسلم2/888]۔

جب وہ پاک ہو جائے تو بیت اللہ کا ایک طواف اور صفا و مروہ کی ایک سعی کرے، یہ ایک سعی اور ایک طواف حج وعمرہ دونوں کی طرف سے کافی ہے.[تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو زاد المعاد2/166-177]

آٹھویں ذی الحجہ (یوم الترویہ) کے اعمال:

وہ حاجی جنہوں نے حج تمتع کی نیت کی تھی اور عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد احرام کھول دیا تھا، اسی طرح میقات کے اندر رہائش پذیر حج کے خواہش مند حضرات آٹھویں ذی الحجہ کو چاشت کے وقت اپنی رہائش گاہ سے حج کا احرام باندھیں، البتہ وہ حاجی صاحبان جنہوں نے حج وعمرہ کی ایک ساتھ (قران) یا صرف حج (افراد) کی نیت کی تھی ایسے تمام حجاج کرام کو احرام باندھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ حالت احرام ہی میں ہیں۔

احرام باندھتے وقت غسل اور خوشبو کا استعمال مستحب ہے، احرام باندھتے وقت: **لَبَّيْكَ**

اللّٰھُمَّ حَجّاً کہیں، اگر کسی وجہ سے حج پورا نہ کرنے کا خدشہ ہو تو یہ شرط لگالیں: **فَاِنْ حَبَسَنِیْ حَابِسٌ فَمَحِلِّیْ حَیْثُ حَبَسْتَنِیْ** یعنی اگر کسی نے مجھے روک لیا تو جہاں تو نے روک دیا وہ میرے حلال ہونے کی جگہ ہے. [بخاری ومسلم]

جمرہ عقبہ کو کنکری مارنے تک کثرت سے تلبیہ پکارتے رہیں۔

زوال سے قبل منی جانا مستحب ہے، اور وہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی پانچوں صلاتیں ان کے اوقات میں قصر کے ساتھ ادا کریں۔[صحیح مسلم ح/ ۱۲۱۸]

مغرب اور فجر کی قصر نہیں ہے، یہ حکم ہر حاجی کے لئے خواہ وہ مکہ کا رہنے والا ہو یا آفاقی ہو آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں تمام لوگوں کو جن میں مکہ کے بھی بہت سارے لوگ تھے قصر کے ساتھ صلاۃ پڑھائی لیکن کسی کو پورا کرنے کا حکم نہیں دیا اگر مکہ والوں پر پوری صلاۃ پڑھنا ضروری ہوتا تو آپ انہیں ضرور اس کا حکم دیتے، نیز حج میں صلوات کی قصر وجمع ایک عبادت ہے جس کا تعلق مسافت سے نہیں بلکہ حج کی وجہ سے ہے اس لئے جو حج کرے گا وہ صلاتوں کو قصر کے ساتھ پڑھے گا گرچہ وہ مسافر کے حکم میں نہ آتا ہو، انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ مدینہ سے حج کے لئے نکلے آپ دو دو رکعت پڑھتے رہے یہاں تک کہ مدینہ واپس آگئے، روای نے پوچھا: آپ لوگ کتنے دن مکہ میں قیام فرمائے؟ فرمایا: دس ایام[صحیح مسلم]۔

عرفہ کی رات منی میں گذارنا مستحب ہے صلاۃ فجر کے بعد جب سورج طلوع ہو جائے عرفہ کے لئے روانہ ہوں[مسلم 2/ 889] راستہ میں تلبیہ خوب پکاریں، تہلیل (لا الہ الا اللہ) وتکبیر (اللہ اکبر) کہنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم میں سے کچھ تہلیل پکارتے اور کچھ تکبیر کوئی کسی کو نہیں ٹوکتا[بخاری ح/ ۱۶۵۹، مسلم ح/۱۲۸۴]

9ذی الحجہ عرفہ کا دن:

نویں ذی الحجہ کی صبح کو سورج طلوع ہونے کے بعد عرفات کے لئے روانہ ہوں پہلے وادی نمرہ (عرفات کے قریب ایک وادی کا نام) میں زوال تک رہنا مسنون ہے [صحیح مسلم ح/۱۲۱۸]

زوال آفتاب کے بعد وادی عرنہ میں تشریف لے جائیں یہ عرفات سے معمولی فاصلہ پر ہے' وادی نمرہ میں زوال آفتاب تک اور وادی عرنہ میں زوال آفتاب کے بعد جانا افضل ہے لیکن اس وقت ہجوم کے باعث ایسا کرنا بیحد مشکل امر ہے اس لئے منی سے براہ راست میدان عرفات جانے میں کوئی حرج نہیں ہے .

زوال آفتاب کے بعد امام المسلمین یا اس کے قائم مقام کا خطبہ دینا مسنون ہے جس میں عقیدہ توحید کی اہمیت' شرک کی مذمت' کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامنے کی وصیت' اور تقوی و پرہیزگاری نیز حج کے بقیہ ایام کے اعمال مشروعہ کا ذکر ہو' یہ اہم خطبہ تمام حجاج کرام کو سننا چاہئیے' خطبہ کے بعد ظہر وعصر کی صلاتیں ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ ظہر کے وقت میں قصر کر کے ادا کریں کیونکہ آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا [مسلم 2/890] جو امام کے ساتھ صلاۃ ادا نہ کر سکیں وہ اپنے خیمہ میں اگر افراد زیادہ ہوں تو باجماعت دونوں صلاتوں کو ظہر کے وقت میں قصر کے ساتھ پڑھ لیں۔

یہاں یہ تنبیہ ضروری ہے کہ عرفہ میں وقوف حج کا اہم ترین رکن ہے اگر یہ رہ جائے تو حج ہی ادا نہیں ہوتا نہ ہی فدیہ وغیرہ سے اس کی تلافی ہوتی ہے اس لئے عرفات میں پہنچنے کے بعد اس بات کی خوب تاکید و تحقیق کر لی جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم ایسی جگہ وقوف کر لیں جو حدود عرفات سے باہر ہو اور لاشعوری طور پر ہمارا حج ہی نہ ہو۔

میدان عرفات میں قبلہ رو کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر کثرت سے دعا کریں' جابر رضی اللہ

عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ قبلہ رو ہوئے اور غروب آفتاب تک وقوف فرمایا[صحیح مسلم]
اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں عرفات میں آپ ﷺ کے پیچھے اونٹنی پر سوار تھا آپ ﷺ دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگے اونٹنی مڑی جس کی وجہ سے نکیل ہاتھ سے گر گئی تو آپ ﷺ نے نکیل ایک ہاتھ سے پکڑ لی اور دوسرا ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے رکھا۔[صحیح نسائی 632/2]

عرفہ کا دن قبولیت دعا کا بہترین دن ہے اس لئے اس دن لایعنی و بے مقصد گفتگو' غیبت و چغلخوری اور عیب جوئی کی بجائے تسبیح وتہلیل' ذکر واذکار' توبہ واستغفار اور تلاوت قرآن میں مشغول رہنا چاہیئے' میدان عرفات کی سب سے بہترین دعا یہ ہے' عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: بہترین دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے اور سب سے بہترین کلمات جو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے کہے وہ یہ ہیں (لَاْ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه وَحْدَهُ لَاْ شَرِيْكَ لَهُ ،لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْ ءٍ قَدِيْرٌ)اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں' وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لئے ہر طرح کی حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے .[سنن ترمذی' سلسلہ صحیحہ 4503]

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: عرفہ کے علاوہ کوئی ایسا دن نہیں جس میں اللہ تعالی بندوں کو بکثرت جہنم سے آزاد کرتا ہو' اس دن اللہ اپنے بندوں کے قریب ہوتا ہے اور ان حاجیوں سے فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے' ان سے کہتا ہے: یہ لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔[مسلم ح/ ۱۳۴۸].

عرفہ کے روز حجاج کرام کو صوم نہ رکھنا مستحب ہے البتہ غیر حجاج کے لئے اس دن صوم رکھنا دو سال کے چھوٹے چھوٹے گناہوں کا کفارہ ہے' عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت

کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عرفہ، قربانی اور تشریق کے ایام (13'12'11) مسلمانوں کی عید اور کھانے پینے کے ایام ہیں [صحیح ترمذی] عرفہ کے دن اللہ کے رسول ﷺ خود صوم سے نہیں تھے، اُم الفضل نے آپ ﷺ کے پاس دودھ کا پیالہ بھیجا آپ ﷺ نے سواری ہی پر اسے نوش فرمالیا [بخاری ح/١٦٦١]

سورج غروب ہونے کے بعد اطمینان، سنجیدگی اور وقار کے ساتھ مغرب کی صلاۃ ادا کئے بغیر مزدلفہ کے لئے روانہ ہوں واضح رہے کہ سورج کے غروب ہونے تک عرفہ میں وقوف کرنا واجب ہے، سورج غروب ہونے سے پہلے اگر کوئی مزدلفہ کے لئے روانہ ہو جائے تو اسے ایک دم دینا ہوگا، مزدلفہ جاتے وقت جہاں خالی جگہ ملے وہاں تیز قدم چلیں، خوب تلبیہ پکاریں اور چلتے وقت سنجیدگی ووقار کا خیال رکھیں، آپ ﷺ فرماتے ہیں: لوگو سکون واطمینان سے چلو [مسلم ح/١٢١٨] نیز آپ ﷺ نے مزدلفہ جاتے ہوئے جب شور شرابہ سنا تو فرمایا: اے لوگو سکون واطمینان کے ساتھ چلو جلدی مچانا نیکی نہیں ہے . [بخاری ح/١٦٧١]

عرفۃ میں وقوف کا وقت نویں ذی الحجہ کے زوال آفتاب سے لے کر دسویں ذی الحجہ کی طلوع فجر تک ہے عبدالرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ میدان عرفات میں تھا، آپ ﷺ کے پاس نجد کے کچھ لوگ آئے اور پوچھنے لگے: حج کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حج عرفہ کا نام ہے جو مزدلفہ کی رات صلاۃ فجر سے پہلے وہاں آجائے اسکا حج پورا ہوگیا. [صحیح ابوداؤد 1/ 367، صحیح نسائی 2/ 633]

عروۃ بن مضرس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مزدلفہ میں اس وقت پہنچا جب آپ صلاۃ (فجر) کے لئے نکل چکے تھے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ میں طی کی دونوں پہاڑیوں سے آپ کے پاس آرہا ہوں میں نے اپنی اونٹنی کو خوب

تھکایا اور اپنے آپ کو بھی، اللہ کی قسم میں نے کوئی پہاڑی نہیں چھوڑی جہاں میں نے وقوف نہ کیا ہو، کیا میرا حج قبول ہوگا ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو ہماری اس صلاۃ میں حاضر ہوا اور ہمارے ساتھ وقوف کیا یہاں تک کہ ہم منی کو روانہ ہوں نیز وہ عرفہ میں رات یا دن میں وقوف کر چکا ہو تو اس کا حج پورا ہو گیا اور میل کچیل دور ہو گئی[صحیح ترمذی 1 /265، ارواء الغلیل 4 /258] اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص مزدلفہ میں صلاۃ فجر پالے گویا اس نے مزدلفہ میں رات گذار لی اس پر کوئی فدیہ ہے نہ دم۔

اگر ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی فجر طلوع ہو گئی اور کسی نے عرفہ میں وقوف نہیں کیا تو اس کا حج فوت ہو گیا، اگر اس نے احرام باندھتے وقت شرط لگا لی تھی تو احرام اتار دے اس پر کوئی فدیہ نہیں، لیکن اگر شرط نہیں لگائی تھی تو وہ عمرہ کر کے احرام کھول دے یعنی طواف وسعی کر کے حلق کرا لے اور احرام کھول دے اگر اس کے ساتھ قربانی کا جانور ہے اسے ذبح کر دے پھر آئندہ سال حج کرے ساتھ ہی قربانی بھی دے، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابوایوب وہبار بن اسود رضی اللہ عنہما کو یہی فیصلہ دیا تھا[مؤطا امام مالک 1 /383، ارواء الغلیل 4 /344] اس مسئلہ میں دوسرا قول یہ ہے کہ اس پر کوئی قضا نہیں ہے وہ عمرہ سے فارغ ہو کر حلال ہو جائے اور ایک جانور ذبح کر دے، البتہ اگر اس کا یہ حج فرض تھا تو آئندہ سال اس کی قضا دے۔[المغنی 5 /426]

مزدلفہ کی رات:

مزدلفہ پہنچ کر مغرب کی تین رکعات اور عشاء کی دو رکعت ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ جمع کر کے ادا کریں [بخاری ح/۱۶۷۲، مسلم ح/۱۲۸۰] خواہ مغرب کے وقت پہنچیں یا عشاء کے وقت، ہاں اگر کسی کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ آدھی رات سے پہلے مزدلفہ نہیں پہنچ پائے گا تو اسے چاہئیے کہ دونوں صلاتوں کو راستہ ہی میں ادا کر لے کیونکہ آدھی رات کے بعد

صلاۃ عشاء کو مؤخر کرنا جائز نہیں ہے' دونوں صلاتوں کے درمیان یا بعد میں کوئی سنت یا نفل ادا کرنا سنت رسول ﷺ کے خلاف ہے۔

مزدلفہ میں رات گذارنا واجب ہے اگر کسی سے فوت ہو جائے تو اسے دم دینا ہوگا' حجاج کرام کو چاہئیے کہ مغرب وعشاء کی صلاۃ پڑھنے کے بعد سو جائیں تاکہ دسویں تاریخ کے دن حج کے مناسک ادا کرنے میں چاق وچوبند اور چست رہیں۔

کمزور عورتوں' بیماروں' بچوں اور بوڑھوں کو مزدلفہ سے آدھی رات کے بعد وہاں رات گذارے بغیر منی آنے کی رخصت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سودہ رضی اللہ عنہا بھاری بھرکم خاتون تھیں' انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے رات ہی میں مزدلفہ سے منی جانے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔[بخاری ح/۱۶۸۰ صحیح مسلم ح/۱۲۹۰]

جہاں تک رمی کی بات ہے تو طلوع آفتاب سے قبل رمی جائز نہیں ہے' ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے گھر کے ضعیف افراد کو رات کے وقت ہی میں روانہ کر دیا اور فرمایا: سورج طلوع ہونے سے پہلے جمرہ کو کنکری نہ مارنا[ترمذی ح/۸۹۳ وقال حدیث حسن صحیح]اس کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں(**وقال أكثر أهل العلم بحديث النبى ﷺ أنهم لا يرمون حتى تطلع الشمس**) اکثر محدثین کا یہی کہنا ہے کہ یہ لوگ بھی طلوع آفتاب سے پہلے رمی نہ کریں۔

رہی أسماء رضی اللہ عنہا کی یہ روایت کہ وہ رات کو مزدلفہ میں اتریں' تو اپنے آزاد کردہ غلام عبداللہ سے سوال کیا: کیا چاند ڈوب گیا؟ تو انہوں نے کہا: ہاں' کہا: اب چلو' تو وہ وہاں سے چل نکلے' (منی آکر انھوں نے) جمرہ عقبہ کی رمی کی پھر اپنی رہائش گاہ میں صلاۃ فجر ادا کی' جس پر ان کے غلام نے کہا: ہمارا خیال ہے کہ ابھی ہم غلس ہی میں ہیں (یعنی ابھی

بہت رات باقی ہے) اُسماء (رضی اللہ عنہا) نے کہا: میرے عزیز! اللہ کے رسول ﷺ نے کمزوروں کو اجازت دی ہے [بخاری 3 / 526 ' مسلم 2 / 940] تو یہ اسماء رضی اللہ عنہا کا استنباط ہے جسے انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کی مزدلفہ میں کمزوروں کو رات نہ گذارنے کی رخصت سے مستنبط کیا ہے حالانکہ آپ ﷺ نے صرف جانے کی رخصت دی تھی نہ کہ کنکری مارنے کی' نیز یہ اسماء رضی اللہ عنہا کا فہم ہے جو آپ ﷺ کی صحیح قولی حدیث کے مخالف ہے اس لئے ہمارے لئے آپ ﷺ کا قول حجت ہے' واللہ اعلم بالصواب۔

امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (**واعلم أنه لا يصح حديث مرفوع صريح عن النبي ﷺ في الترخيص بالرمي قبل طلوع الشمس للضعفة وغاية ما ورد أن بعضهم رمى قبل الطلوع في حجته ﷺ دون علمه أو اذنه**) یہ جان لو کہ کمزوروں کے لئے طلوع شمس سے پہلے رمی کرنے کی رخصت میں کوئی مرفوع وصریح حدیث نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہے زیادہ سے زیادہ جو چیز وارد ہے وہ یہ کہ بعض لوگوں نے حجۃ الوداع کے دوران آپ کے علم اور اجازت کے بغیر طلوع آفتاب سے پہلے رمی کر لی۔[ارواء الغلیل ۴/ ۲۷۶]

مزدلفہ میں صلاۃ فجر ادا کرنے میں جلدی کرنا چاہیئے' مزدلفہ کا سارا میدان موقف ہے اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: میں نے یہاں وقوف کیا لیکن سارا مزدلفہ وقوف گاہ ہے [مسلم ح/ ۱۲۱۸] صلاۃ فجر کے بعد ہر حاجی اپنی وقوف گاہ پر کھڑے ہو کر دعائیں مانگ سکتا ہے لیکن مشعر حرام میں (جہاں حجاج کرام کی سہولیت کی خاطر مملکت سعودی عرب نے اس جگہ مسجد بنا دی ہے) کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا افضل ہے اور اس وقت تک دعا' ذکر واذکار' توبہ واستغفار اور گریہ وزاری میں مشغول رہنا چاہیئے جب تک کہ سپیدہ سحر خوب واضح نہ ہو جائے۔

طلوع آفتاب سے تھوڑا پہلے جب صبح کی روشنی خوب پھیل جائے مزدلفہ سے منی کے لئے روانہ ہوں[صحیح مسلم ح/ ١٢١٨ **باب ما جاء أن عرفة كلها موقف**]

روانہ ہونے کے بعد راستہ میں منی سے جمرہ عقبہ کی رمی کے لئے سات کنکریاں چننا مسنون ہے' کنکریاں چھوٹی چھوٹی چنے کے برابر ہوں' اللہ کے رسول ﷺ جب مشعر حرام سے منی آرہے تھے اس وقت آپ ﷺ کے لئے کنکریاں چنی گئی تھیں' فضل بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ عقبہ کی صبح (یعنی دسویں ذی الحجہ کی صبح) مجھ سے اپنی اونٹنی پر سے فرمایا: میرے لئے چند کنکریاں چن دو؟ تو میں نے آپ ﷺ کو سات ایسی چھوٹی چھوٹی کنکریاں چن کر دیں جنھیں دو انگلیوں کے درمیان رکھ کر (بآسانی) پھینکا جا سکے' آپ ﷺ ان کنکریوں کو اپنی ہتھیلی میں جھاڑنے لگے اور فرما رہے تھے: ہاں ایسی ہی کنکریاں ' دین میں مبالغہ آرائی سے بچو' تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو (شدت) ہی نے ہلاک کر دیا[صحیح نسائی 2/640' صحیحہ 3/278]۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ چنے سے زیادہ بڑی کنکریاں مارنا درست ہی نہیں بلکہ دین میں غلو ہے جس کی قرآن وحدیث میں سخت ممانعت وارد ہے' اسی طرح ایام تشریق (منی کے ایام) میں جمرات کی رمی کے لئے مزدلفہ سے کنکریاں چن کر لے جانا بھی خلاف سنت ہے۔

مزدلفہ سے منی جاتے ہوئے بکثرت تلبیہ پکاریں اور جب وادی محسر (مزدلفہ ومنی کے درمیان ایک وادی کا نام جہاں ابرہہ کے لشکر کو روک دیا گیا تھا) پہنچ جائیں تو وہاں دوسروں کو تکلیف دیئے بغیر تیز قدم چلنا مستحب ہے آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔[صحیح مسلم' سنن نسائی ح/٣٠٥٦]

دسویں ذی الحجہ (یوم النحر) کے اعمال:

ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو حج اکبر کا دن بھی کہا جاتا ہے کیونکہ حج کے اعمال سب سے زیادہ اسی دن کئے جاتے ہیں جس کی تفصیل یہ ہے۔

1- جمرہ عقبہ کی رمی: جس کا افضل وقت چاشت کا وقت ہے، رمی کرتے وقت مکہ مکرمہ بائیں ہاتھ اور منی دائیں ہاتھ پر رکھنا مستحب ہے، کنکریاں الگ الگ ماریں اور ہر کنکری مارتے وقت ''اللہ اکبر'' کہیں، جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے قربانی کے دن جمرہ عقبہ کو چاشت کے وقت کنکریاں ماریں جبکہ اس کے بعد (یعنی ایام تشریق میں) زوال آفتاب کے بعد رمی کی [صحیح مسلم ح/۱۳۴۱]

جمرہ عقبہ کی رمی سے پہلے تلبیہ بند کردیں، فضل بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے پیچھے سوار تھا آپ ﷺ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک برابر تلبیہ پکارتے رہے۔ [بخاری: /۱۵۴۳، مسلم ح/ ۱۲۸۱] آخری کنکری تک تلبیہ پکارنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے [ابن خزیمہ، فتح الباری 3/ 426، مناسک الحج والعمرۃ: امام البانی 31-32]

آپ ﷺ نے جمرہ عقبہ کو سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہا [بخاری ح/۱۷۵۰، مسلم ۱۲۹۶] اگر کوئی زوال سے قبل رمی نہ کر سکے تو وہ بعد زوال یہاں تک کہ رات میں بھی رمی کرسکتا ہے۔ [مناسک الحج والعمرۃ: امام البانی 31-32]

آج کے دن رمی کے بعد دعاء مانگنا خلاف سنت ہے۔

2- قربانی: متمتع اور قارن پر قربانی واجب ہے، ذبح کے وقت یہ الفاظ کہنا مستحب ہے (بِسْمِ اللَّهِ اَللَّهُ أَكْبَرُ ، اَللَّهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ ، اَللَّهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ) [مسلم ح/ ۱۹۶۷]

قربانی کا گوشت خود کھائیں، دوست واحباب کو کھلائیں اور غریبوں ومسکینوں پر صدقہ

بھی کریں ﴿فَكُلُوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوْا الْبَائِسَ الْفَقِيْرَ﴾ تم بھی کھاؤ اور حاجت مند فقیر کو بھی کھلاؤ [الحج:28] قربانی کا وقت 13 ذی الحجہ کے دن غروب آفتاب تک ہے، آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: (كُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ ذَبَحٌ) پورے ایام تشریق ذبح کرنے کے دن ہیں [سلسلہ صحیحہ 2476] منی ومکہ دونوں جگہ قربانی کرنا جائز ہے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: پورا عرفہ موقف، پورا منی قربان گاہ اور پورا مزدلفہ موقف ہے، مکہ کی ساری گلیاں اور راستے قربانی کرنے کی جگہیں ہیں [صحیح مسلم ح/۱۲۱۸ باب ما جاء أن عرفة كلها موقف، صحیح ابوداؤد 1/ 365].

اگر بذات خود قربانی کی طاقت نہیں رکھتے ہیں تو کسی کو اپنا نائب بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

3- قربانی کے بعد حلق یا تقصیر کرانا: حلق کرانا افضل وبہتر ہے اللہ کے رسول ﷺ نے حلق کرانے والوں کے لئے تین مرتبہ رحمت ومغفرت کی دعا فرمائی ہے جبکہ بال کٹوانے والوں کے لئے صرف ایک بار۔ [بخاری ح/ ۱۷۲۷، مسلم ح/ ۱۳۰۱]۔

نبی کریم ﷺ نے حلق ہی کروایا تھا۔ [صحیح بخاری ۱۷۲۶]

عورت انگلی کے ایک پور کے برابر اپنا بال کاٹے اس کے لئے سر کے سارے بال کٹوانا منع ہے، اگر کوئی مرد بال کٹوائے بغیر بھول کر احرام کا لباس اتار دے تو اسے چاہیئے کہ یاد آنے پر فورا احرام باندھ کر بال کٹوالے کوئی فدیہ یا دم نہیں ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ رب العالمین نے میری امت کی بھول چوک کو معاف کر دیا ہے اور جو کام زبردستی کروائے جائیں وہ بھی معاف ہیں۔ [ابن ماجہ، مستدرک حاکم، دار قطنی]

مذکورہ تینوں اعمال میں سے کسی ایک کام کرنے سے محرم کے لئے بیوی کے سوا وہ تمام

چیزیں جو احرام کی وجہ سے حرام تھیں حلال ہو جاتی ہیں مثلاً خوشبو لگانا' سلے ہوئے کپڑے پہننا ناخن کاٹنا وغیرہ' اسے شرعی اصطلاح میں'' تحلل اول'' کہا جاتا ہے' اس تحلل کے بعد خوشبو لگانا مسنون ہے' عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھنے سے قبل اور دسویں ذی الحجہ کو طواف افاضہ سے قبل خوشبو لگایا کرتی تھی [بخاری ومسلم]

حلق یا تقصیر کے بعد غسل' صفائی وستھرائی اور اچھے کپڑے پہننا مستحب ہے۔

امام کو منی میں جمرات کے درمیان چاشت کے وقت خطبہ دینا مسنون ہے [صحیح ابوداؤد ح/1705---1710] البتہ حجاج کرام پر صلاۃ عید نہیں ہے۔

4-طواف زیارت : اسے طواف افاضہ بھی کہا جاتا ہے' یہ حج کا رکن ہے اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے ﴿ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴾ پھر اپنا میل کچیل دور کریں' اور اپنی نذریں پوری کریں اور اللہ کے قدیم گھر کا طواف کریں۔[الحج:29]

طواف کا مسنون طریقہ بیان کیا جا چکا ہے اسی طرح یہ بھی طواف کیا جائے گا البتہ اس طواف میں رمل اور اضطباع نہیں ہے' ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے طواف افاضہ کیا اس کے سات چکروں میں کہیں بھی آپ ﷺ نے رمل نہیں کیا۔ [صحیح ابن خزیمہ] رمل اور اضطباع صرف طواف قدوم کے ساتھ مخصوص ہے' طواف مکمل کرنے کے بعد دو رکعت صلاۃ پڑھیں' صلاۃ کے بعد آب زمزم پینا مسنون ہے۔[بخاری' مسلم ح/ ۱۲۱۸]

طواف زیارت اور دو رکعت ادا کرنے کے بعد اگر آپ متمتع ہیں تو صفا ومروہ کی سعی کریں کیونکہ پہلی سعی عمرہ کی تھی اور یہ سعی حج کی ہوگی' عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم حجۃ الوداع میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ نکلے جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا انہوں

نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا ومروہ کی سعی کی پھر حلال ہوگئے' پھر (قربانی کے دن) منی سے واپسی کے بعد دوبارہ صفا ومروہ کے درمیان حج کی سعی کی' لیکن جن لوگوں نے حج وعمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھا تھا انہوں نے ایک ہی سعی کی [مسلم ح/1211]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث میں اہل تمتع کے لئے ''طواف آخر'' کا لفظ استعمال کیا ہے' الفاظ یہ ہیں: (**فطاف الذين أهلوا بالعمرة بالبيت وبالصفا والمروة ثم حلوا ' ثم طافوا طوافاً آخر بعد أن رجعوا من منى لحجهم ' وأما الذين كانوا جمعوا الحج والعمرة فانما طافوا طوافاً واحداً**) جس سے ان کی مراد صفا ومروہ کی سعی ہے نہ کہ طواف افاضہ مراد ہے کیونکہ طواف افاضہ تو سب کے لئے حج کا رکن ہے جس کے ترک کرنے پر حج ہی باطل ہوجاتا ہے اس بات کی دلیل صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ معلق بالجزم روایت بھی ہے جس میں ان سے حج تمتع کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا: کہ تمام مہاجرین وانصار اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات حجۃ الوداع میں احرام باندھ کر جب مکہ پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو قربانی کا جانور نہ لایا ہو وہ حج کے احرام کو عمرہ میں بدل دے' پس ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا' صفا ومروہ کی سعی کی' (حلال ہونے کے بعد) عورتوں سے ہمبستری کی اور سلے ہوئے کپڑے بھی پہنے' البتہ جو جانور لے کر آئے ہیں وہ اس وقت تک حلال نہیں ہونگے جب تک جانور قربان گاہ کو نہ پہنچ جائیں' پھر آپ (ﷺ) نے یوم الترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) کو حج کا احرام باندھنے کا حکم دیا' جب ہم مناسک حج سے فارغ ہوئے تو ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا پھر صفا ومروہ کی سعی کی [بخاری 3/ 432] اس حدیث میں متمتع کے لئے صراحت کے ساتھ دو سعی کا ذکر ہے' رہے قارن اور مفرد تو ان دونوں پر ایک ہی سعی ہے اگر ان دونوں نے طواف قدوم کے بعد سعی کر لی ہے تو وہ کافی ہے اگر نہیں کی ہے تو دسویں ذی الحجہ کے دن

طواف افاضہ کے بعد کریں گے۔[مسلم 2/892].

تحلل ثانی جن اعمال سے حاصل ہوتا ہے وہ تین ہیں: جمرہ عقبہ کی رمی، حلق یا تقصیر، اور طواف افاضہ ساتھ ہی سعی جن کے ذمہ سعی ہے، مذکورہ تینوں اعمال کرنے سے آدمی کے لئے احرام کی تمام پابندیاں ختم ہوجاتی ہیں یہاں تک کہ زن وشوئی کے تعلقات بھی حلال ہوجاتے ہیں، جبکہ مذکورہ تینوں کام میں سے کسی ایک کو انجام دینے یا قربانی کر لینے سے بیوی سے ہمبستری کے سوا ہر وہ چیز جو احرام کی وجہ سے حرام تھی حلال ہوجاتی ہے جیسا کہ گذر چکا ہے.

دسویں ذی الحجہ کے دن چاروں مذکورہ اعمال کو اس ترتیب کے ساتھ کرنا افضل ہے:

1- جمرہ عقبہ کی رمی

2- قربانی

3- حلق یا تقصیر

4- طواف افاضہ پھر سعی۔

لیکن اگر ترتیب باقی نہ رہ جائے تو کوئی حرج نہیں، آپ ﷺ نے مختلف سوالات کے جوابات میں اس کی رخصت دی ہے، ایک آدمی حاضر خدمت ہوا اس نے کہا: اے اللہ کے رسول مجھے نہیں معلوم تھا میں نے قربانی سے پہلے حلق کر لیا، آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ قربانی کرو کوئی حرج نہیں، ایک دوسرا آدمی آیا اس نے کہا میں نے لاعلمی میں جمرہ عقبہ کو کنکری مارنے سے پہلے قربانی کر دی، آپ ﷺ نے فرمایا: جاکر رمی کرو کوئی حرج نہیں ہے، ایک اور شخص آیا اور کہنے لگا: میں نے رمی سے پہلے سر منڈا لیا، آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ رمی کرو کوئی حرج نہیں، ایک اور شخص آیا، اس نے کہا: میں نے بیت اللہ کا طواف (زیارت) رمی سے پہلے کر لیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ رمی کرو کوئی حرج نہیں، غرضیکہ اس دن آپ ﷺ سے

جس مسئلہ میں بھی تقدیم وتاخیر کی بابت سوال کیا گیا آپ نے یہی فرمایا: جاؤ کرو کوئی حرج نہیں ہے [بخاری ح/۸۴، ۱۷۲۱، ۱۷۳۴-۱۷۳۶، مسلم ح/۱۳۰۶] نیز ایک اور شخص آیا کہنے لگا: میں نے شام ہونے کے بعد جمرہ عقبہ کی رمی کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی بات نہیں، ایک اور شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول (ﷺ) میں نے طواف سے پہلے سعی کر لی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے [صحیح ابوداؤد 1/ 379] یہ ساری روایتیں اللہ تعالی کی طرف سے آسانی، نرمی اور شفقت ورحمت پر دلالت کرتی ہیں وللہ الحمد.

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ:

یہاں اس غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے کہ حج کے تعلق سے لوگوں کے اندر یہ تصور پایا جاتا ہے کہ جس سال عرفہ بروز جمعہ پڑے وہ حج اکبر کہلاتا ہے حالانکہ یہ تصور سراسر غلط اور بے بنیاد ہے سنہ 9 ہجری میں اللہ کے رسول ﷺ نے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو حج کا امیر بنا کر روانہ کیا ان کے چلے جانے کے بعد سورۃ توبہ کی ابتدائی چند آیتیں نازل ہوئیں انہی آیتوں میں سے یہ بھی تھی ﴿وَأَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ﴾ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو بڑے حج کے دن صاف اطلاع ہے کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہے [التوبہ: 3] اس آیت کریمہ میں حج اکبر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور تاریخی طور پر یہ بات تحقیق شدہ ہے کہ سنہ 9 ہجری میں عرفہ جمعہ کے دن نہیں تھا، اس کے باوجود بھی اس سال کے حج کو حج اکبر کہا گیا، صحیح بات یہ ہے کہ اہل عرب حج کو حج اکبر اور عمرہ کو حج اصغر کہتے تھے اس کا عرفہ کے دن سے کوئی تعلق نہیں ہے، احادیث میں یوم النحر (قربانی کے دن کو) کو یوم الحج الأکبر (یعنی بڑے حج کا دن) سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ سنن أبی داؤد میں ہے کہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں قربانی کے دن خطبہ دیتے ہوئے لوگوں سے پوچھا: یہ کونسا دن ہے

؟لوگوں نے کہا: یہ قربانی کا دن ہے' آپ ﷺ نے فرمایا: (**هـذا يوم الحج الأكبر**) یہ حج اکبر کا دن ہے [ابوداؤد حدیث نمبر1945] معلوم ہوا کہ ہر حج' حج اکبر اور دسویں ذی الحجہ (یوم النحر) حج اکبر کا دن ہے۔

رہی یہ بات کہ دسویں ذی الحجہ کو حج اکبر کا دن کیوں کہا جاتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دن سب سے زیادہ حج کے اعمال ادا کئے جاتے ہیں' اس لئے اسے '' حج اکبر کا دن '' کہا جاتا ہے۔

معلوم یہ ہوا کہ حج اکبر کا عرفہ کے دن سے کوئی تعلق نہیں ہے خواہ عرفہ کا دن جمعہ کے دن پڑے یا کسی اور دن' یہ تو محض حسن اتفاق تھا کہ جس سال آپ نے حج کیا اس سال عرفہ کا دن جمعہ کے دن تھا' واللہ اعلم۔

ایام تشریق (11' 12' 13 ذی الحجہ) کے اعمال:

طواف افاضہ اور جن پر سعی ہے سعی کرنے کے بعد منی واپس آئیں جہاں 11' 12 ذی الحجہ کی راتیں بسر کرنا واجب ہے' البتہ عذر ومجبوری کی وجہ سے منی میں رات نہ گذارنے کی رخصت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے چرواہوں اور حاجیوں کو پانی پلانے والوں کو منی میں رات نہ گذارنے کی رخصت دی ہے [ابو داؤد ح/ ۱۹۷۵ -۱۹۷۶' نسائی ح/ ۳۰۷۰-۳۰۷۱' ترمذی ح/ ۹۵۵ وقال: حدیث حسن صحیح' ابن ماجہ ح/ ۳۰۳۷' ارواء الغلیل ۴/ ۲۸۰]۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے حاجیوں کو پانی پلانے کے لئے منی کی راتیں مکہ میں گذارنے کی اجازت رسول اللہ ﷺ سے طلب کی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی [بخاری ح/ ۱۷۴۵' مسلم ح/ ۱۳۱۵]

عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: کوئی بھی حاجی منی کی راتیں عقبہ کے پیچھے نہ گذارے [مؤطا امام مالک 1/ 406]۔

بلا عذر گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کومنی میں رات نہ گذارنے پر دم واجب ہے' گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کوتینوں جمرات (اولی' وسطی' اورعقبہ) کوزوال آفتاب کے بعدترتیب کے ساتھ کنکریاں مارنا واجب ہے' زوال آفتاب سے قبل ان تینوں کی رمی جائز نہیں ہے' آپ ﷺ نے زوال آفتاب کے بعدرمی کی ہے[صحیح مسلم ح/۱۲۹۹ باب : **بیان وقت استحباب الرمی**]اگررمی زوال آفتاب سے پہلے جائز ہوتی تو آپ ﷺ امت پرآسانی کرتے ہوئے زوال سے پہلے ضروررمی کرتے' یہی وجہ ہے کہ ابن عمررضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم سورج کے ڈھل جانے کا انتظار کرتے جب سورج ڈھل جاتا پھرہم رمی کرتے .[صحیح بخاری ح/۱۷۴۶]

اگرکسی نے زوال آفتاب سے پہلے رمی کرلی ہےتو اسے زوال کے بعد دہرائے یااس کی جگہ دم دے'اسی طرح تینوں جمرات کی بالترتیب رمی کرنا بھی واجب ہےاگرکسی نے ترتیب کا خیال نہیں رکھاتو دوبارہ ترتیب کے ساتھ رمی کرے یاایک جانورکادم دے' ترتیب یہ ہے:

(الف) سب سے پہلے جمرہ اولی کی رمی کریں' یہ مسجد خیف کےقریب اورمکہ سے بقیہ دونوں جمرات سے سب سے زیادہ دوری پر ہے' لگاتارایک ایک کرکے سات کنکریاں ماریں اور ہرکنکری مارتے وقت اللہ اکبرکہیں' کنکریاں ستون کولگنا ضروری نہیں ہے صرف حوض کے اندرگرنا ضروری ہے کیونکہ حوض اس طرح بنایا گیا ہے کہ جوکنکری اس کے اندر پڑجائے وہ ستون کو لگے بغیر نیچے نہیں گرتی ' لیکن حوض کے اندراگرکنکری نہ پڑےتو دوبارہ رمی کرنا ہوگی.حوض کے اردگرد پڑی ہوئی کنکریوں سے رمی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ جوکنکری حوض کے اندر پڑجائے اس کا دوبارہ استعمال خلاف اولی ہے' کنکریاں مارنے کے بعدبھیڑ بھاڑ سے دور ہوکرقبلہ رخ ہاتھ اٹھاکرخوب دیرتک دعاکریں

(ب)جمرہ وسطی (درمیانی) پہلے جمرہ کی رمی کے بعد درمیانی جمرہ کی سات کنکریوں

سے رمی کریں ہر کنکری پر اللہ اکبر کہیں' کنکریاں پوری ہو جانے کے بعد بائیں طرف بھیڑ سے دور ہو کر قبلہ رو ہاتھ اٹھا کر خوب دیر تک دعا کریں۔

(ج) سب سے آخر میں جمرہ عقبہ کی حسب سابق رمی کریں البتہ اس کے رمی کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ منی داہنی اور مکہ بائیں طرف ہو رمی سے فراغت کے بعد یہاں پر دعا کرنا خلاف سنت ہے اس لئے کنکریاں مارنے کے بعد فوراً اپنے خیمہ کو واپس چلے آئیں۔[بخاری ح/۱۷۵۱-۱۷۵۳]

بارہویں ذی الحجہ کو بھی مذکورہ ترتیب کے ساتھ تینوں جمرات کو ٹھیک اسی طرح کنکریاں ماریں جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے۔

متمتع اور قارن اگر قربانی نہ دے سکے تو اسے دس ایام صوم رکھنا ضروری ہے جس میں سے تین دنوں کے صوم ایام حج میں اور بقیہ سات دنوں کے اپنے گھر واپس جانے کے بعد رکھے' اسے تینوں صوم دسویں ذی الحجہ سے قبل یا ایام تشریق میں رکھنے کا اختیار ہے' واضح رہے کہ عام حالات میں حاجی (بلاضرورت) اور غیر حاجی سب کے لئے ایام تشریق میں صوم رکھنا منع ہے اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: عرفہ' قربانی' اور تشریق کے ایام ہم مسلمانوں کی عید اور کھانے پینے کے دن ہیں)[ترمذی ح/۷۷۳ وقال حدیث حسن صحیح]' عائشہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ ایام تشریق میں صرف ان لوگوں کو صوم کی رخصت دی گئی ہے جو قربانی نہ دے سکیں (یعنی صرف متمتع اور قارن کو صوم رکھنے کی اجازت ہے)[بخاری ح//۱۹۹۷-۱۹۹۸] افضل یہ ہے کہ نویں ذی الحجہ سے قبل ہی صوم رکھنا شروع کر دے تا کہ عرفہ کے دن کا وقوف صوم کی حالت میں نہ ہو کیونکہ آپ ﷺ عرفہ کے دن صوم سے نہیں تھے' میمونہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ عرفہ کے دن لوگوں کو یہ شک ہوا کہ آپ ﷺ صوم سے ہیں تو میں نے آپ ﷺ کے پاس برتن سمیت دودھ بھیج دیا آپ

موقف میں تھے آپ ﷺ نے اسے پی لیا اور لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے تھے [بخاری ح/۱۹۸۹] ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب لوگوں کو آپ ﷺ کے صوم کے بارے میں شک ہوا تو ام الفضل رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے پاس دودھ کا پیالہ بھیجا جسے آپ نے سواری ہی پر نوش فرمالیا۔[بخاری ح/ ۱۶۵۸]

جو رمی کی استطاعت نہ رکھتے ہوں مثلا بوڑھے' ضعیف مریض بچے اور حاملہ عورت وغیرہ ان کی طرف سے رمی کرنا جائز ہے' ارشاد ربانی ہے ﴿فَاتَّقُوْا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ استطاعت بھر اللہ سے ڈرو .یہ لوگ بھیڑ بھاڑ میں لوگوں سے مزاحمت کی استطاعت نہیں رکھتے ہیں اس لئے ان کی طرف سے دوسرا شخص رمی کرسکتا ہے' البتہ رمی کے سوا دوسرے اعمال جیسے طواف' سعی اور وقوف عرفہ وغیرہ میں نیابت درست نہیں ہے دوسروں کی طرف سے رمی کرنے والے شخص کو پہلے اپنی پھر دوسروں کی رمی کرنی چاہئیے' البتہ یہ ضروری نہیں کہ پہلے تینوں جمرات کی اپنی رمی کرلے پھر دوسرے کی کرے بلکہ ایک ہی جمرہ پر پہلے اپنی پھر دوسرے کی رمی کرسکتا ہے اسی طرح دوسرے اور تیسرے جمرات پر بھی کرے [ملاحظہ ہو: المنہج لمرید العمرۃ والحج للشیخ ابن عثیمین]

ایام تشریق میں تینوں جمرات کی رمی کا افضل وقت غروب آفتاب تک ہے اور جہاں تک رات میں رمی کی بات ہے تو بعض اہل علم نے اسے جائز قرار دیا ہے انکی دلیل یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے زوال آفتاب کے بعد رمی کی ابتدا کی ہے جبکہ اس کے انتہاء کی کوئی حد آپ ﷺ نے مقرر نہیں فرمائی جس سے رات میں رمی کا ثبوت ملتا ہے' بہر کیف احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ غروب آفتاب سے قبل رمی کرلی جائے لیکن اگر کسی شخص کو بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے غروب آفتاب سے قبل رمی کا موقعہ نہیں ملا تو رات میں رمی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے .(رات میں رمی کے جواز پر سعودی علماء کی سپریم کونسل کا قرار نامہ توضیح

الأحکام 3/ 373 پر ملاحظہ ہو)۔

جہاں تک اہل اعذار کی بات ہے تو وہ رات میں رمی کر سکتے ہیں' اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: چرواہے رات میں رمی کریں اور دن میں چرائیں [سلسلہ صحیحہ: 2477](اس حدیث میں بھی ضرورت کے تحت غروب آفتاب کے بعد رمی پر دلیل موجود ہے اور بھیڑ بھاڑ کسی عذر سے کم نہیں ہے' واللہ اعلم۔

اسی طرح اصحاب اعذار کے لئے ناغہ کر کے رمی کی رخصت بھی ہے وہ دودنوں کی رمی ایک ہی دن کر سکتے ہیں عاصم بن عدی فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اونٹ کے چرواہوں کو منی میں رات نہ گذارنے کی رخصت دی ہے' اور یہ کہ وہ یوم النحر کو رمی کریں پھر دودنوں کی رمی جمع کر کے ایک دن کر دیں۔ [ابوداؤد ح/۱۹۷۶' نسائی ح/۳۰۷۰' ترمذی ح/۹۵۴' ارواء الغلیل ۴/۲۸۱]

بارہ ذی الحجہ کو رمی کے بعد جانے کی اجازت ہے البتہ 13 ذی الحجہ کو رمی کرنے کے بعد جانا افضل وبہتر اور آپ ﷺ کی سنت ہے' ارشاد ربانی ہے ﴿فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى﴾ جو دودنوں میں آنے میں جلدی کرے اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو تاخیر کر کے آئے اس پر کوئی گناہ نہیں یہ پرہیزگار کے لئے ہے [البقرۃ:203]

نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو تو بارہ ذی الحجہ کو جانے کی رخصت دی لیکن خود 13 ذی الحجہ تک منی میں رہے' زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کی پھر وادی ابطح میں اترے وہاں ظہر عصر' مغرب اور عشاء کی صلاتیں ادا کیں پھر کچھ دیر کے لئے سو گئے پھر طواف وداع کے لئے مکہ تشریف لے گئے۔ [بخاری ح/۱۷۵۶' ۱۷۶۴].

بارہ ذی الحجہ کے دن جانے کے لئے شرط ہے کہ سورج غروب ہونے سے پہلے منی سے

نکل جائیں بصورت دیگر بارہویں ذی الحجہ کی رات منی میں گذارنے کے ساتھ ساتھ تیرہ ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرنا ضروری ہوگا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایام تشریق کے درمیانی دن (یعنی بارہویں ذی الحجہ) کا سورج جس کا منی میں غروب ہو جائے تو وہ کل (یعنی ایک رات قیام کرنے کے بعد) تینوں جمرات کی رمی کرنے سے پہلے وہاں سے نہ نکلے. [مؤطا امام مالک 1 / 407] البتہ قصد وارادہ کے بغیر اگر سورج منی میں ڈوب جائے تو ایسی صورت میں وہاں رات گذارنا ضروری نہیں ہے، مثال کے طور پر خیمہ سے نکلنے کے بعد اگر ٹریفک کی وجہ سے منی میں سورج ڈوب جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ان شاء اللہ۔

ایام تشریق میں تمام صلاتیں مسجد خیف میں ادا کرنا مستحب ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: مسجد خیف میں ستر نبیوں نے صلاۃ پڑھی ہے۔ [مناسک الحج والعمرۃ للشیخ الألبانی :39]

طواف وداع:

جب حج مکمل ہو جائے تو مکہ سے نکلتے وقت طواف وداع کرنا ضروری ہے ترک کرنے پر ایک بکری کا دم ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں: بیت اللہ کا آخری طواف کئے بغیر کوئی نہ جائے [مسلم ح/ ۱۳۲۷] البتہ حیض ونفاس والی عورت کے لئے رخصت ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ان کا آخری عمل بیت اللہ کا طواف ہو، البتہ حیض والی عورت کو اس کی رخصت دی گئی ہے [بخاری ح/ ۳۲۹، مسلم ح/ ۱۳۲۸]، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (حجۃ الوداع) میں کوچ کرنے سے قبل صفیہ (رضی اللہ عنہا) کو حیض آ گیا، تو آپ نے فرمایا: کیا وہ ہمیں روک لیں گی؟ تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول وہ طواف افاضہ کر چکی ہیں، آپ نے فرمایا: وہ بھی ہمارے ساتھ چلیں [بخاری

ح/۲۹۴، ۱۷۵۷، مسلم ح/۱۲۱۱].

وہ اشخاص جو مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر ہیں طواف وداع سے مستثنیٰ ہیں، جبکہ عمرہ کرنے والوں پر طواف وداع واجب نہیں ہے واللہ اعلم بالصواب .

اگر دن میں نکلنے کا ارادہ ہو تو رات ہی میں طواف وداع درست نہیں، طواف وداع کا وہی طریقہ ہے جو عام طوافوں کا ہے، طواف کے بعد دو رکعت ادا کریں، پھر مسجد حرام سے نکلتے ہوئے بایاں پیر باہر نکالیں اور یہ دعا پڑھیں (**اَللَّهُمَّ اِنِّيْ أَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ**) اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا طلبگار ہوں۔[مسلم]

مدینۃ النبی ﷺ کا مبارک سفر:

مدینہ رسول اللہ ﷺ کا مبارک شہر، نزول وحی اور مہاجرین وانصار کا مسکن وماویٰ ہے وہیں سے نور ہدایت کی کرن پھوٹی جس نے ساری دنیا کو روشن کردیا، مدینہ، مکہ مکرمہ کے بعد پوری دنیا میں سب سے افضل شہر ہے جس کی دلیل آپ ﷺ کے یہ کلمات ہیں جو آپ ﷺ نے ہجرت کے وقت فرمائے تھے((**وَاللّٰهِ اِنَّکِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللّٰهِ، وَأَحَبُّ أَرْضِ اللّٰهِ اِلَي اللّٰهِ وَلَوْلَا أَنِّيْ أُخْرَجْتُ مِنْکِ مَا خَرَجْتُ**)) اللہ کی قسم (اے مکہ) تو اللہ کی ساری زمین سے بہتر ہے اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے، اگر مجھے یہاں سے نہ نکالا جاتا تو میں کبھی بھی نہ نکلتا۔[سنن ترمذی 3925، ابن ماجہ 3108]

مدینہ رسول ﷺ جانے سے پہلے آیئے اس کی چند فضیلتوں پر سرسری نظر ڈالتے چلیں!

ا - مدینہ بھی مکہ مکرمہ کی طرح حرم ہے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (**اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّيْ حَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ**) ابراہیم (علیہ السلام) نے مکہ کو حرام قرار دیا اور میں مدینہ کو حرام قرار دیتا ہوں[صحیح مسلم 1362]

روئے زمین پر یہی دو شہر ہیں جنہیں اللہ رب العالمین نے حرم ہونے کا شرف بخشا ہے،

ان کے علاوہ پوری دنیا میں تیسرا کوئی حرم نہیں ہے، حرم مدینہ کی حدود عیر پہاڑ سے لے کر ثور پہاڑ تک، اور دونوں سیاہ پتھروں والے ٹیلوں کے درمیان والی جگہ ہے، ان حدود میں درختوں کا کاٹنا یا شکار کرنا منع ہے، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَابَيْنَ عِيْرٍ اِلَى ثَوْرٍ) عیر پہاڑ سے ثور پہاڑ تک مدینہ حرم ہے [مسلم ح/1370]

سعد بن أبي وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: (اِنِّيْ حَرَّمْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ أَنْ يُّقْطَعَ عِضَاهُهَا أَوْ يُقْتَلَ صَيْدُهَا) میں دونوں سیاہ پتھروں والے ٹیلوں کے درمیان والی جگہ کو حرام قرار دیتا ہوں وہاں کے درختوں کو کاٹنا اور شکار کو قتل کرنا منع ہے۔ [مسلم ح/1374]

۲ - مدینہ میں طاعون کی بیماری کبھی نہیں پھیلے گی اور نہ ہی وہاں دجال داخل ہو سکے گا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَائِكَةٌ لَايَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ) مدینہ کے راستوں پر فرشتے مامور ہیں وہاں نہ طاعون پھیل سکتا ہے اور نہ ہی دجال داخل ہوسکتا ہے۔ [بخاری ح/1880، مسلم ح/1379]

۳- مدینہ میں موت آپ ﷺ کی شفاعت کا باعث ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جو شخص مدینہ میں مرسکتا ہو اسے ضرور مدینہ میں مرنا چاہئیے کیونکہ جو مدینہ میں مرے گا میں اس کی سفارش کروں گا [سنن ترمذی]

صحیح مسلم (۱۳۷۷) میں ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے مدینہ کی مصیبتوں پر صبر کیا قیامت کے دن میں اس کے لئے گواہی دوں گا یا اس کی سفارش کروں گا۔

۴- آخری وقت میں ایمان ساری دنیا سے سمٹ کر مدینہ میں پناہ لے گا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: (اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَأْرِزُ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کَمَا تَأْرِزُ الْحَیَّۃُ اِلَی جُحْرِھَا) ایمان مدینہ میں سمٹ کراسی طرح واپس آجائے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں سمٹ آتا ہے۔ [بخاری 1876]

۵- مدینہ میں کسی بدعتی کو پناہ دینا لعنت کا باعث ہے علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عیر پہاڑ سے ثور پہاڑ تک حرم مدینہ کی حدود ہیں جو یہاں بدعت ایجاد کرے یا کسی بدعتی کو پناہ دے تو اس پر اللہ، فرشتوں اور سارے لوگوں کی لعنت پڑتی ہے اور اللہ تعالی اس کی کوئی عبادت قبول نہیں فرماتا ہے۔ [بخاری 6755، مسلم 1370]۔

یہ حدیث ایسے سارے لوگوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے جو مدینہ میں آکر شرک وبدعات کا ارتکاب کرتے ہیں اور لوگوں کو اس کی دعوت بھی دیتے ہیں اس لئے اگر آپ اللہ، فرشتوں اور ساری دنیا کے مسلمانوں کی لعنت سے بچنا چاہتے ہیں نیز اپنے حج کی عبادت کو دربار الٰہی میں شرف قبولیت بخشوانا چاہتے ہیں تو مدینہ میں کسی بھی قسم کی بدعت کا ارتکاب نہ کریں ورنہ جس حج پر آپ نے لاکھوں روپے صرف کئے ہیں اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اللہ رب العالمین ہم سب کو اپنے خلیل نبی کریم ﷺ کی سنتوں کو اپنانے کی توفیق دے اور ہر بدعت سے محفوظ رکھے، آمین۔

۶- عجوہ کھجور جنت کا پھل ہے جس میں زہر اور جادو کا علاج ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے (اَلْعَجوۃُ مِنَ الْجَنَّۃِ وَفِیْھَا شِفَاءُ السُّمِّ) عجوہ (کھجور) جنت کا پھل ہے اس میں زہر کا علاج ہے [سنن ترمذی، ابن ماجہ، مسند أحمد، دارمی] اور سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو ہر روز صبح سات عدد عجوہ کھجور کھائے اسے اس روز زہر اور جادو نقصان نہیں پہنچا سکے گا [بخاری ح/ ۵۴۴۵]

۷- اللہ رب العالمین نے مکہ سے دوگنی برکت مدینہ میں رکھی ہے ' انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اے اللہ مدینہ میں مکہ سے دوگنی برکت رکھ دے [صحیح بخاری ح/ ۱۸۸۵' صحیح مسلم ح/ ۱۳۶۰]

زیارت مسجد النبی ﷺ:

مسجد نبوی کی زیارت کا حج یا عمرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے' اگر کوئی شخص مسجد نبوی کی زیارت کے بغیر اپنے شہر یا ملک واپس چلا آئے تو صرف اس وجہ سے اس کے حج یا عمرہ پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

مسجد حرام' مسجد نبوی اور مسجد اقصی کے سوا کسی دوسری مسجد کا سفر بغرض اجر وثواب جائز نہیں ہے' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: تین مساجد کے علاوہ کسی دوسری مسجد کا سفر نہ اختیار کیا جائے مسجد حرام' مسجد نبوی اور مسجد اقصی [صحیح بخاریح/ ۱۱۸۹ وصحیح مسلم ح/ ۱۳۹۷]

جب مذکورہ تین مساجد کے سوا کسی دوسری مسجد کا سفر بغرض اجر وثواب جائز نہیں ہے تو آپ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کی نیت سے مدینہ کا سفر ہرگز طور پر جائز نہیں ہوگا' اور جب آپ ﷺ کی قبر کی زیارت کے لئے سفر جائز نہیں تو آستانوں مزاروں درگاہوں اور قبرستانوں کا سفر بدرجہ اولی جائز نہیں ہوگا۔

مسجد نبوی کی زیارت ہر وقت مستحب ہے اس کے لئے کوئی وقت متعین نہیں ہے۔

مسجد قباء کی طرح قبر رسول ﷺ کی زیارت مسجد نبوی کی زیارت کے تابع ہے' زیارت قبر رسول ﷺ کی نیت سے سفر کرنا احادیث رسول ﷺ کی صریح خلاف ورزی ہے' مدینہ پہنچنے کے بعد آپ ﷺ کی قبر مبارک اور آپ کے صحابہ کرام کی قبروں کی زیارت مسنون ہوتی ہے۔

مسجد حرام میں ایک صلاۃ کا ثواب ایک لاکھ' مسجد نبوی میں ایک ہزار اور مسجد اقصی میں ڈھائی سو کے برابر ہے' اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: میری مسجد میں ایک صلاۃ مسجد حرام کے سوا باقی مساجد کے مقابلہ میں ایک ہزار گنا زیادہ ہے [صحیح بخاری 3/63] نیز آپ ﷺ نے فرمایا: میری اس مسجد میں ایک صلاۃ مسجد حرام کے سوا باقی مساجد کے مقابلہ میں ایک ہزار گنا زیادہ ہے اور مسجد حرام میں ایک صلاۃ باقی تمام مسجدوں کے مقابلہ میں ایک لاکھ گنا زیادہ ہے [صحیح ابن ماجہ 1/236' ارواء الغلیل 4/341]

ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس اس بات پر بحث کر رہے تھے کہ مسجد رسول ﷺ افضل ہے یا بیت المقدس؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میری مسجد میں ایک صلاۃ بیت المقدس میں چار صلاتوں سے افضل ہے' اور وہ کتنی بہترین مسجد ہے' اور ایسا وقت ضرور آئے گا کہ وہاں گھوڑے کی زین کے برابر کی زمین جہاں سے بیت المقدس نظر آجائے آدمی کے لئے پوری دنیا سے بہتر ہوگی' راوی کہتے ہیں: یا تو آپ ﷺ نے یہ فرمایا: کہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر ہوگی۔ [مستدرک حاکم ۴/ ۵۰۹' طحاوی فی مشکل الآثار ا/ ۲۴۸]

امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسے حاکم نے تخریج وتصحیح کی ہے اور ذہبی نے موافقت کی ہے' اور اس حدیث کا وہی درجہ ہے جو ان دونوں نے بیان کیا' مزید فرماتے ہیں: رہی وہ حدیث جس میں یہ ہے کہ بیت المقدس میں ایک صلاۃ کا ثواب ہزار صلاۃ کے برابر ہے تو یہ منکر ہے جیسا کہ ذہبی نے کہا۔ (ملاحظہ ہو: تمام المنۃ ص ۲۹۴)

یہاں بیت المقدس میں صلاۃ کے ثواب کے حوالہ سے جو بات میں نے ذکر کی ہے وہی آپ ﷺ سے ثابت ہے جبکہ اس کے برعکس لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ وہاں ایک صلاۃ کا ثواب پانچ سو صلاتوں کے برابر ہے جس کی دلیل میں یہ حدیث پیش کی جاتی ہے جس میں

آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد حرام میں ایک صلاۃ ایک لاکھ، میری مسجد میں ایک ہزار اور بیت المقدس میں پانچ سو کے برابر ہے' لیکن یہ حدیث ثابت نہیں ہے محدثین نے اس کی تضعیف کی ہے' ملاحظہ ہو(**القول المبین فی أخطاء المصلین للشیخ مشهور حسن سلمان ص ٢٦٢-٢٦٣.**)

عام مسجدوں کی طرح مسجد نبوی میں داخل ہوتے وقت داہنا اور نکلتے وقت بایاں پیر نکالیں، داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں: (**اَللَّهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ**) اے اللہ تو ہمارے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے .اور جب نکلیں تو یہ کہیں: (**اللَّهُمَّ اِنِّيْ أَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ**) اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا طلبگار رہوں .مزید یہ دعا پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے(**أَعُوْذُ بِاللَّهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللَّهِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى رَسُوْلِ اللَّهِ، اَللَّهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ**)[أبوداوَد،ابن السنی، مسلم]

داخل ہونے کے بعد عام مساجد کی طرح پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کریں، ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں مسجد (نبوی) میں داخل ہوا، اللہ کے رسول ﷺ صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے میں بیٹھ گیا' آپ نے فرمایا: بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھنے سے کس چیز نے تمہیں روکا' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے آپ کو اور لوگوں کو بیٹھتے دیکھا (اس لئے میں بھی بیٹھ گیا) آپ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص مسجد میں آئے تو دو رکعت (تحیۃ المسجد) پڑھے بغیر نہ بیٹھے[بخاری ح/۴۴۴، ۱۶۳، مسلم ح/۱۷۱۴]۔

اگر روضۃ الجنۃ میں صلاۃ پڑھنے کا موقعہ مل جائے تو زیادہ افضل ہے' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔[بخاری

ح/۱۱۸۸، مسلم ح/۱۳۹۱] البتہ فرض صلاتوں کے لئے پہلی صف کا اہتمام کرنا زیادہ باعث اجروثواب ہے، روضہ میں صلاۃ پڑھنے کے لئے ایذارسانی اورمزاحمت ہرگز طور پر درست نہیں ہے ۔

اہم تنبیہ: قبر رسول ﷺ کو روضہ کہنا حدیث رسول ﷺ کی صریح خلاف ورزی ہے، آپ ﷺ نے اپنے گھر اور منبر کے درمیان والی جگہ کو روضہ قرار دیا ہے نہ کہ اپنے گھر کو، جبکہ آپ ﷺ کی قبر مبارک حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے،اس لئے اس سے احتراز کیا جائے۔

صلاۃ ادا کرنے کے بعد قبر رسول اکرم ﷺ کی زیارت مستحب ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ قبر مبارک کے سامنے باادب کھڑے ہوکر آہستگی سے السلام علیک یارسول اللہ کہیں، نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سفر سے جب واپس آتے (تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد) قبر پر حاضر ہوتے اور یہ کہتے: السلام علیک یارسول اللہ، السلام علیک یا ابا بکر، السلام علیک یاابتاہ [بیہقی] آپ ﷺ پر سلام کے لئے تشہد کے یہ الفاظ (السلام علیک أیہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے.

آپ ﷺ کی قبر مبارک پر صلاۃ کی طرح ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا، سر جھکانا، قبر کی طرف سجدہ کرنا یا تلاوت وأذکار کے لئے بیٹھنا، یا کسی اور کا سلام پہنچانا، قبلہ کی بجائے قبر کی طرف منہ کرکے دعا کرنا یا صلاۃ پڑھنا، جالیوں کو از راہ تبرک چھونا پھر جسم پر ملنا یا ان میں خط پھینکنا یہ سب ناجائز وممنوع امور ہیں، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا، ان لوگوں پر اللہ کی لعنت ہو جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا[مؤطا امام مالک، مسند امام احمد]

ہر صلاۃ کے بعد درود وسلام کے لئے قبر رسول ﷺ پر حاضری کا اہتمام کرنا، وہاں دیر تک کھڑے رہنا درست نہیں ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ (یعنی گھروں میں سنن ونوافل ادا کیا کرو) اور میری قبر کو میلہ نہ بناؤ مجھ پر تم جہاں سے بھی درود بھیجو گے مجھے پہنچ جائے گا [صحیح ابوداؤد 1/ 383] نیز آپ ﷺ نے فرمایا: جو بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ میری روح کو لوٹا دیتا ہے تا کہ اس کے سلام کا جواب دوں [صحیح ابوداؤ 1/ 383] آپ ﷺ فرماتے ہیں: زمین میں اللہ کے سیاحین (گشتی) فرشتے ہیں جو مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے رہتے ہیں [صحیح نسائی 1/ 274]

حصول برکت کے لئے حجرہ کی درودیوار' روضہ کے لئے ستون چھونا یا سینے سے لگانا ' آپ ﷺ کا وسیلہ لے کر گناہوں کی مغفرت کے اللہ سے دعا کرنا ناجائز وحرام امور ہیں' آپ ﷺ کو حاجت براری کے لئے پکارنا' شفاء اور اولاد طلب کرنا شرک ہے' اللہ کو چھوڑ کر کسی بھی ذات کو پکارنا شرک اکبر ہے جس کی مغفرت کبھی بھی نہیں ہوسکتی' اللہ تمام مسلمانوں کو شرک سے محفوظ رکھے۔

آپ ﷺ پر درود وسلام پڑھنے کے بعد تھوڑا آگے بڑھیں خلیفہ اول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سلام کریں' پھر تھوڑا آگے بڑھیں اور امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سلام کریں' اس طرح آپ کی زیارت مکمل ہوگئی' وہاں کھڑے ہوکر بھیڑ بھاڑ کا سبب نہ بنیں.

مدینہ رسول ﷺ پہنچنے کے بعد مسجد قبا کی زیارت مسنون ہے' آپ ﷺ کبھی پیدل تو کبھی سوار ہوکر مسجد قبا آتے اور دو رکعت پڑھتے [بخاری ح/۱۱۹۴ مسلم ح/۱۳۹۹] سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے گھر میں وضو کرے اور مسجد قبا آ کر دو رکعت صلاۃ ادا کرے تو اسے عمرہ کے برابر ثواب ملتا ہے [صحیح نسائی 1/ 150' صحیح ابن ماجہ 1/ 237]

مسجد قبا کے سوا مدینہ کی باقی مساجد کی زیارت سنت سے ثابت نہیں ہے اس لئے احتراز

کرنا چاہیے۔

بقیع اور شہدائے احد کی قبروں کی زیارت مسنون ہے آپ ﷺ ان کی زیارت کیا کرتے تھے نیز آپ نے فرمایا: قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ آخرت یاد دلاتی ہے [مسلم، ابوداؤد ح/۲۶۳۶، ترمذی ح/۱۰۵۴]

قبرستان کی زیارت کے وقت یہ الفاظ کہیں: (اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ ،وَيَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَلاحِقُوْنَ ، نَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ) اس گھر میں رہنے والے اے مومنو اور مسلمانو ! تم پر سلامتی ہو، اللہ پہلے جانے والوں اور پیچھے رہ جانے والوں پر رحم فرمائے، ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے پاس آنے والے ہیں ہم اپنے اور تمہارے لئے اللہ سے عافیت کے طلبگار ہیں [مسلم ح/۹۷۴-۹۷۵]

یہ دعا پڑھنے کے بعد واپس چلے آئیں، یاد رہے کہ ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھنا سنت رسول ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

تنبیہ: قبروں کی زیارت کا مقصد آخرت کی یاد، مُردوں کے لئے اللہ رب العالمین سے رحمت وسلامتی کی دعا کرنا اور سنت نبوی ﷺ کا اتباع ہے، قبروں کی زیارت کا شرعی طریقہ یہی ہے، جو ابھی بیان کیا جا چکا ہے، قبروں کے پاس کھڑے ہو کر دیر تک دعا کرنا، قرآن کی تلاوت کرنا اور صلاۃ پڑھنا، قبروں پر پھول چڑھانا یہ سب ناجائز و بدعت ہیں، جبکہ قبروں کے پاس کئے جانے والے کچھ امور ایسے ہوتے ہیں جو شرک ہوتے ہیں جیسے مردوں کو پکارنا، ان کے جاہ و مرتبہ کا وسیلہ لے کر اللہ سے مانگنا، ان سے مدد طلب کرنا، شفایابی کی دعا کرنا اور اولاد طلب کرنا وغیرہ وغیرہ یہ وہی شرک ہے جس کو ختم کرنے کے لئے نبی اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی تھی، اللہ تعالی تمام مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے اور ہماری

عبادتوں کوقبول فرمائے آمین۔

حج کی غلطیاں:

ہمراز رسول ﷺ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ لوگ آپ ﷺ سے نیکی کے بارے میں سوال کرتے جبکہ میں شر (برائی) کے متعلق سوال کرتا اس خوف سے کہ کہیں اس میں پڑ نہ جاؤں۔[بخاری ومسلم]

اس لئے بدعت کی معرفت نہایت ہی ضروری ہے بالخصوص اس دور میں کہ جہاں کوئی ایسی عبادت نہیں رہ گئی جس پر بدعات وخرافات کا سیاہ غلاف نہ چڑھا دیا گیا ہو حج جیسی اہم عبادت بھی بدعتوں سے محفوظ نہ رہ سکی اس لئے عام فائدے کے پیش نظر حج کی چند بدعتوں کا ذکر کیا جا رہا ہے مقصود صرف لوگوں کا انتباہ ہے تا کہ ان سے دور رہیں، اور حج جیسی مقدس عبادت کو بدعات وخرافات سے مکدر نہ کریں، واضح رہے کہ ان بدعات میں امام عصر البانی رحمہ اللہ کی کتاب ''مناسک الحج'' سے کافی مدد لی گئی ہے۔

احرام سے قبل کی غلطیاں:

1- ماہ صفر کو منحوس سمجھتے ہوئے اس میں سفر سے اجتناب کرنا، اور شادی بیاہ سے دور رہنا.

2- سفر سے واپسی تک گھروں میں جھاڑو وغیرہ نہ لگانا.

3- سفر حج سے پہلے دو رکعت یا چار رکعت صلاۃ ادا کرنا.

4- حاجی کو رخصت کرتے وقت نعرہ بازی کرنا، اذان دینا، حاجی کا تصویریں کھینچوانا، اسے گلدستہ پیش کرنا.

5- سفر سے پہلے درگاہوں اور مزاروں کی زیارت کرنا.

6- عورت کا بغیر محرم کے عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر حج پر نکلنا.

7- عورت کا محرم بنانے کے لئے کسی مرد سے نکاح پڑھا دینا، یہ بہت عظیم جرم اور سنگین

حیلہ ہے اس سے اجتناب ضروری ہے.

8-ہر منزل پر دو رکعت صلاۃ ادا کرنا اور یہ دعا پڑھنا (**اللهم أنزلني منزلاً مباركاً وأنت خير المنزلين**)

9-زاد سفر کے بغیر توکل پر سفر کرنا.

10-زندہ، صاحب استطاعت اور صحت مند آدمی کی طرف سے حج بدل کرنا.

احرام اور تلبیہ کی غلطیاں:

11-میقات سے پہلے ہی لباس احرام پہن کر حج یا عمرہ کی نیت کر لینا.

12-احرام باندھتے ہی اضطباع کر لینا یعنی داہنا کندھا کھول کر رکھنا.

13-زبان سے نیت ادا کرنا، واضح رہے لبیک اللہم عمرۃ یا حجۃ کہنا نیت نہیں جیسا کہ اس کی توضیح گذر چکی ہے.

14-اجتماعی تلبیہ پکارنا.

15-مسجد حرام کو چھوڑ کر مکہ کی ان مسجدوں میں صلاۃ ادا کرنا جنہیں لوگوں کے خیال میں آپ ﷺ کے آثار پر بنائی گئی ہیں.

16- مکہ کی پہاڑیوں جیسے غار حراء، غار ثور وغیرہ پر چڑھنا اور وہاں نفل صلاتوں کا اہتمام کرنا.

17-عورتوں کا بلند آواز سے تلبیہ پکارنا.

18-احرام کی دو رکعت سنت ادا کرنا، سنت سے یہ ثابت نہیں ہے تحیۃ الوضوء کے طور پر دو رکعت ادا کی جاسکتی ہے.

19-احرام باندھتے وقت عورتوں کا سر کے بال کو باندھنا یا بال باندھنے کے لئے مخصوص کپڑا استعمال کرنا خلاف سنت ہے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے.

طواف کی غلطیاں:

20- حجراسود سے پہلے ہی طواف شروع کر دینا۔

21- طواف کے لئے غسل کرنا.

22- مسجد حرام میں طواف سے پہلے تحیۃ المسجد ادا کرنا.

23- طواف کے لئے زبان سے نیت کرنا.

24- حجراسود کی طرف اشارہ کرتے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھانا اور بار بار اٹھانا.

25- حجراسود کو چومتے وقت چیخنا چلانا.

26- حجراسود کو بوسہ دینے کے لئے مزاحمت کرنا یا امام سے پہلے ہی سلام پھیر لینا مؤخر الذکر کرنے سے آدمی کی صلاۃ باطل ہو جاتی ہے.

27- طواف کے ہر چکر میں الگ الگ دعائیں کرنا.

28- رکن یمانی کو بوسہ دینا یا اسے ہاتھ سے چھو کر ہاتھ چومنا .

29- رکن یمانی کو چھوتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر یا صرف اللہ اکبر کہنا.

30- اگر رکن یمانی کا چھونا ناممکن ہو تو اس کی طرف دور سے ہاتھ سے اشارہ کرنا.

31- غلاف کعبہ' مقام ابراہیم' اور کعبہ کی دیواروں کو چومنا چاٹنا.

32- حجراسود کو چومتے وقت مخصوص دعا پڑھنا.

33- بارش کے وقت کعبہ کے پرنالہ سے گرنے والے پانی کو بطور تبرک جسم پر ملنا.

34- بارش کے وقت عمداً اس نیت سے طواف کرنا کہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں.

35- ماءِ زمزم میں کپڑوں کو بھگا کر اسے اپنے کفن کے لئے رکھنا.

36- مطوف (طواف کرانے والا) کے پیچھے پیچھے دعاؤں کا دہرانا.

37- طواف قدوم کے علاوہ دیگر طوافوں میں رمل یا اضطباع کرنا.

38-طواف کے بعد مسجد حرام سے نکلتے وقت الٹے پاؤں نکلنا.

39-اژدحام میں مقام ابراہیم کے پاس طواف کی دو رکعت پڑھنا.

40-جس حاجی کا طواف زیارت سے قبل انتقال ہوجائے اس کی طرف سے طواف زیارت کرنا.

41- کعبہ کے دروازے پر پہنچنے کے بعد "**اللهم ان هذا البيت بيتك والحرم حرمك**" کہنا.

42-حجر اسود کے سامنے رفع یدین کی طرح دونوں ہاتھوں کو بلند کرنا اور بار بار بسم اللہ اللہ اکبر کہنا.

43-**ربنا آتنا فى الدنيا حسنة وفى الآخرة حسنة وقنا عذاب النار** کی آیت میں **وأدخلنا الجنة مع الأبرار** "کا اضافہ کرنا' واضح رہے کہ اگر اسے آیت کا جزء سمجھ کر پڑھا جاتا ہے تو حرام اور عظیم جرم ہے اس لئے اس سے احتراز ضروری ہے اور اگر آیت کا جزء نہیں سمجھتے ہیں تو بدعت اور دعا میں اضافہ ہے.

44-حجر اسود کو برکت کی نیت سے چھونا یا بوسہ دینا درست نہیں ہے۔

45-خانہ کعبہ کی تمام دیواروں کا استلام کرنا.

سعی کی غلطیاں:

46-سعی کے ہر چکر کے لئے مخصوص دعائیں پڑھنا.

47-سعی کے اختتام پر دو رکعت صلاۃ ادا کرنا.

48-جماعت چھوڑ کر سعی کو جاری رکھنا.

49-سبز ستونوں کے درمیان مخصوص دعا پڑھنا.

50-سات کی بجائے چودہ چکر لگانا.

51-صفااور مروہ پر ہاتھوں کو تین تین بار بلند کرنا.

52-پورے سعی میں تیز دوڑنا۔

عرفہ کی غلطیاں:

53-چاند میں غلطی کے اندیشہ سے بطور احتیاط آٹھویں ذی الحجہ ہی کو عرفہ میں وقوف کرنا.

54-منی سے رات ہی میں عرفہ چلے جانا.

55-عرفہ کے دن بلا سبب غسل کا اہتمام کرنا.

56-جبل رحمت کی زیارت کے لئے حجاج کرام کو تکلیف میں ڈالنا.

57-جبل رحمت پر نفل صلاتوں کا اہتمام کرنا.

58-اہل مکہ کا عرفہ منی اور مزدلفہ میں صلاتوں کو پورا ادا کرنا .

59-صلاۃ ظہر اور عصر کے بیچ نوافل ادا کرنا.

60-آپ ﷺ سے غیر ثابت شدہ ادعیہ واذ کار کا پڑھنا.

61-غروب آفتاب سے قبل ہی مزدلفہ کے لئے روانہ ہو جانا.

62-یہ اعتقاد کہ اگر عرفہ جمعہ کے دن پڑ جائے تو 72 حج کے برابر ثواب ملتا ہے

63-چند حاجیوں کا اجتماعی دعا کرنا.

64-جبل رحمت پر وقوف کے لئے چڑھنا یا اس کی طرف منہ کر کے وقوف کرنا.

65-یہ عقیدہ رکھنا کہ جس سال عرفہ جمعہ کے دن پڑ جاے وہ حج اکبر کہلاتا ہے اور اس کا ثواب عام حج کی بہ نسبت ستر گنا زیادہ ہوتا ہے.

66-حدود عرفات کے باہر ہی وقوف کرنا یہ بہت بڑی غلطی ہے اس سے حج باطل ہو جاتا ہے۔

67-عرفہ میں جبل رحمت کی طرف رخ کر کے دعا کرنا' واضح رہے کہ قبلہ رو دعا کرنا

سنت ہے۔

مزدلفہ کی غلطیاں:

68-مزدلفہ کے لئے خاص غسل کرنا.

69- مخصوص دعاؤں کا پڑھنا.

70-مزدلفہ پہنچنے کے بعد مغرب وعشاء کی صلاتوں کو ادا کرنے کی بجائے کنکریاں چننے میں مشغول ہوجانا.

71-دونوں صلاتوں کے بیچ مغرب کی سنت، اور فراغت کے بعد عشاء کی سنتوں نیز وتر کو ادا کرنا.

72-رات سوکر گذارنے کی بجائے بیداری کی حالت میں گذار دینا.

73- مشعر حرام پر مخصوص دعاؤں کا اہتمام کرنا.

74-ایام تشریق میں رمی کے لئے کنکریوں کا مزدلفہ ہی سے چن کر رکھ لینا.

رمی کی غلطیاں:

75- کنکریوں کو پانی وصابون سے دھلنا.

76-رمی کے وقت اللہ اکبر کی بجائے سبحان اللہ یا الحمدللہ یا کوئی دوسرا ذکر پڑھنا

77- چھوٹی چھوٹی کنکریوں کی بجائے بڑے بڑے پتھروں سے رمی کرنا.

78-رمی کے وقت یہ عقیدہ رکھنا کہ شیطان کو مار رہے ہیں، جس کے لئے ہنگامہ وشور وغل کرنا اور شیطان کو گالی دینا.

79-غصہ میں کنکریوں کی بجائے چپلوں اور جوتوں سے رمی کرنا.

80-ساتوں کنکریاں بیک مشت مار دینا، واضح رہے یہ صرف ایک کنکری شمار ہوگی

81-قدرت کے باوجود خود رمی نہ کرنا بلکہ دوسرے کو وکیل بنا دینا.

ذبح، حلق اور طواف وداع کی غلطیاں:

82- قربانی کی بجائے اس کی قیمت صدقہ کر دینا اس شبہ میں کہ قربانی کا گوشت برباد ہو جاتا ہے حالانکہ یہ ہرگز جائز نہیں ہے، اگر قربانی کا گوشت مستحقین تک پہنچانا چاہتے ہیں اور اسے برباد ہونے سے بچانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے سعودی حکومت نے قربانی کے گوشت کو مستحقین اشخاص وممالک تک پہنچانے کی جو اسکیم شروع کر رکھی ہے کوپن خرید کر اس کا تعاون کریں.

83- حج تمتع کرنے والے کا دسویں ذی الحجہ سے قبل ہی قربانی کر دینا.

84- داہنی طرف سے حلق کی بجائے بائیں طرف سے شروع کرنا.

85- سر کا صرف چوتھائی حصہ حلق کرنا.

86- قبلہ رخ ہو کر حلق یا تقصیر کروانا.

87- طواف افاضہ کے بعد متمتع کو سعی نہ کرنا.

88- طواف وداع کے بعد الٹے قدم مکہ سے نکلنا.

89- طواف وداع میں رمل یا اضطباع کرنا.

90- مقام تنعیم سے احرام باندھ کر رشتہ داروں کی طرف سے عمرہ کرنا.

91- بارہویں یا تیرہویں ذی الحجہ کو کنکری مارنے سے قبل مکہ آ کر طواف دواع کرنا پھر منی جا کر کنکریاں مارنا پھر اس کے بعد اپنے شہر یا ملک کو روانہ ہو جانا کیونکہ ایسی صورت میں آخری کام رمی جمار ہوتا ہے نہ کہ طواف کعبہ.

92- طواف وداع کے بعد مسجد حرام کے دروازے پر پہنچ کر خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے خوب دعائیں کرنا گویا اسے رخصت کر رہے ہیں.

زیارت مسجد النبی ﷺ کی غلطیاں:

93- نبی اکرم ﷺ کی قبر کی زیارت کے لئے مدینہ کا سفر کرنا.

94- حجاج کرام کے ذریعہ اللہ کے رسول ﷺ کو سلام بھیجنا.

95- مدینہ میں داخل ہونے کے لئے غسل کرنا .

96- مدینہ میں داخل ہونے کے لئے مخصوص دعا پڑھنا.

97- مسجد نبوی میں داخل ہونے کے بعد صلاۃ پڑھنے کی بجائے آپ ﷺ کی قبر کی زیارت کرنا.

98- داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر خشوع خضوع کے ساتھ سر جھکا کر قبر کی زیارت کرنا.

99- آپ ﷺ کی ذات کے وسیلہ سے دعا کرنا.

100- روضہ کے ستونوں اور قبر کی جالیوں کو چومنا' اور چھونے کے بعد جسم پر ملنا۔

101- آپ ﷺ کے پاس بذریعہ جالی خطوط بھیجنا.

102- آپ ﷺ کی قبر کے پاس صلاۃ اور ذکر و تلاوت کے لئے بیٹھنا.

103- ہر صلاۃ کے بعد قبر پر جا کر سلام پڑھنے کا اہتمام کرنا .

104- گنبد خضراء سے بارش کے وقت گرنے والے پانی سے تبرک حاصل کرنا۔

105- مدینہ پہنچنے سے پہلے ہی پیروں سے جوتوں چپلوں کا نکال لینا اور ننگے پیر چلنا.

106- فرض صلاتوں کے لئے اگلی صفوں کو چھوڑ کر روضہ میں عمداً صلاۃ ادا کرنا.

107- یہ عقیدہ کہ دس دنوں تک مدینہ میں قیام نیز چالیس صلاتوں کو مسجد نبوی میں پڑھنا ضروری ہے.

108- سبعہ مساجد (سات مسجدیں)' اسی طرح مسجد علی' مسجد غمامہ' مسجد فتح کی

زیارت کے لئے جانا اور ہر مسجد میں دو دو رکعت صلاۃ ادا کرنا.

109- مسجد نبوی سے نکلتے وقت الٹے قدم نکلنا.

110- قبر مبارک کی طرف منہ کر کے دعا کرنا.

111- قبر پر درود وسلام کے بعد ﴿ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ ﴾ تلاوت کر کے آپ ﷺ سے استغفار کی درخواست کرنا.

112- یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ ﷺ درود وسلام کے لئے حاضر ہونے والوں کے احوال' اعمال اور نیتوں کو جانتے ہیں.

113- یہ عقیدہ کہ قبر مبارک پر مانگی گئی دعا قبول کی جاتی ہے.

114- حج سے واپسی کے بعد ہفتہ بھر گھروں سے نہ نکلنا حتی کہ صلاۃ کے لئے بھی.

115- مکہ ومدینہ کی پہاڑیوں پر (جبل نور' جبل رحمت وغیرہ) بغرض اجر وثواب چڑھنا.

116- ان جگہوں کی زیارت کرنا جن کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان کا تعلق رسول اکرم ﷺ سے ہے جیسے اونٹنی کے بیٹھنے کی جگہ' عثمان رضی اللہ عنہ کا کنواں' وغیرہ پھر برکت کے لئے وہاں کی مٹی لانا دونوں بدعت ہیں کسی کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

زیارت قبر رسول ﷺ کے بارے میں چند موضوع روایات:

قبر رسول ﷺ کی زیارت کی فضیلت میں بہت ساری حدیثیں بیان کی جاتی ہیں جو ساری کی ساری موضوع ومن گھڑت ہیں جیسا کہ علماء نے اس کی صراحت کی ہے' شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قبر رسول ﷺ کی زیارت میں ایک بھی حدیث آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے [مجموع فتاوی ۲۷/ ۳۵] وہ ساری حدیثیں نہ کسی معتبر کتاب میں ملتی ہیں اور نہ ہی ائمہ سلف نے ان پر اعتماد کیا ہے انہیں میں سے چند حدیثیں جو قبر رسول

ﷺ کی زیارت کے متعلق زبان زدعام ہیں بیان کی جارہی ہیں تاکہ لوگ جب کسی سے قبر رسول ﷺ کی زیارت کی فضیلت میں کسی حدیث کا حوالہ سنیں تو دھوکہ نہ کھائیں۔

1- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس نے حج کیا پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی.

یہ حدیث موضوع و من گھڑت ہے [سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للامام الألبانی حدیث نمبر:47]

2-ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا.

یہ حدیث موضوع اور جھوٹی ہے [سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للامام الألبانی حدیث نمبر:45]

3-ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری قبر کی زیارت کی مجھ پر اس کی شفاعت واجب ہوگئی.

یہ موضوع اور باطل ہے [ضعیف الجامع الصغیر للامام الألبانی حدیث نمبر:5618]

4-انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے ثواب کی نیت سے میری قبر کی زیارت کی بروز قیامت میں اس کے حق میں گواہی دوں گا اور شفاعت بھی کروں گا.

یہ حدیث ضعیف ہے [ضعیف الجامع الصغیر للامام الألبانی حدیث نمبر:5619]

5- آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایک ہی سال میں میری اور میرے باپ ابراہیم کی زیارت کی وہ جنت میں داخل ہوگا.

یہ حدیث موضوع ہے [سلسلة الأحادیث الضعیفة والموضوعة للألبانی حدیث نمبر: 45]

قرآن کریم واحادیث صحیحہ سے منتخب دعائیں:

حج وعمرہ کا سفر بہت ہی مبارک سفر ہوتا ہے جس میں اللہ رب العالمین دعاؤں کو قبول فرماتا ہے لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج خودساختہ اورمن گھڑت دعاؤں کا رواج عام ہے لوگ آپ ﷺ سے ثابت شدہ دعاؤں کی بجائے انہیں فرضی اورخودساختہ دعاؤں کے اسیر ہوگئے ہیں اسی مناسبت سے قرآن کریم اوراُحادیث صحیحہ سے کچھ منتخب دعائیں ذکر کی جارہی ہیں تاکہ لوگ خودساختہ دعاؤں کی بجائے قرآن وسنت سے ثابت شدہ دعاؤں کو اپنائیں۔

۱- قرآنی دعائیں:

ا-﴿رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی دےاورآخرت میں بھی بھلائی عطا فرما[البقرة:201]

۲-﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ أَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ﴾اے ہمارے رب! تو ہم سے قبول فرما تو ہی سننے والا جاننے والا ہے[البقرة:127]

۳-﴿رَبَّنَا لاَ تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِیْنَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلاَ تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْراً کَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلاَ تُحَمِّلْنَا مَالاَ طَاقَةَ لَنَا بِهِ ‘

وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلاَنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ﴾اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کر بیٹھیں تو ہمارا مؤاخذہ نہ کرنا‘ اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا‘ اے ہمارے رب! ہم سے وہ بوجھ نہ اٹھوا جس کی ہم میں طاقت نہ ہو‘ اورہم سے درگذر فرما اورہمیں بخش دے

اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما[البقرۃ:286].

۴-﴿رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَاماً اِنَّهَا سَاءَ تْ مُسْتَقَرّاً وَّمُقَاماً ﴾اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کا عذاب ٹال دے بیشک جہنم کا عذاب بہت بڑی ہلاکت ہے جہنم بہت ہی بدترین جگہ ہے[الفرقان:65-66]

۵-﴿ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَاماً ﴾اے ہمارے رب! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا[الفرقان:74]

۶-﴿رَبَّنَا لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ﴾اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر دینا اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما یقیناً تو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے.[آل عمران:8]

۷-﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلَّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ ﴾اے ہمارے رب! ہمیں اور ہم سے پہلے جو مومن گذر چکے ہیں ان کی مغفرت فرما اور ہمارے دلوں کو مومنوں کے بارے میں کینہ رکھنے سے بچا اے ہمارے رب تو ہی مہربان اور رحم کرنے والا ہے.[الحشر:10]

۸-﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَاِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ﴾اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر تو نے ہمارے اوپر رحم نہ کیا اور ہمیں معاف نہ کیا تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے[الأعراف:23]

۹-﴿لَا اِلَهَ اِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ ﴾ تیرے سوا کوئی

معبود حقیقی نہیں تیری ذات پاک ہے یقیناً میں ہی ظالموں میں سے ہوں [الأنبیاء:78]

۱۰-﴿رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾ اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو صلاۃ قائم کرنے والا بنا' اے ہمارے رب! میری دعا قبول فرما' اے ہمارے رب! مجھے اور میرے والدین اور مومنوں کو حساب وکتاب کے دن بخش دینا [ابراہیم:40-41]

۱۱-﴿رَبَّنَا أتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّکَ عَلَی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ اے ہمارے رب! ہمیں کامل نور عطا فرما اور ہماری مغفرت فرمادے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے [التحریم:8]

۲- نبوی دعائیں:

۱۲-(اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ) اے اللہ میں عذاب قبر' عذاب جہنم' زندگی وموت اور مسیح دجال کے فتنوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں [صحیح بخاری ومسلم]

۱۳-(اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وأَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُبْنِ ' وَأعُوْذُ بِکَ أنْ اُرَدَّ اِلَی أرْذَلِ الْعُمْرِ ' وَأعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْیَا یعنی فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ) اے اللہ میں بخالت' بزدلی' نکمی عمر' دنیا کے فتنے یعنی دجال کے فتنے اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔[صحیح بخاری]

۱۴-(اَللّٰھُمَّ بِعِلْمِکَ الْغَیْبَ وَقُدْرَتِکَ عَلَی الْخَلْقِ أحْیِنِیْ مَا عَلِمْتَ الْحَیَاةَ خَیْراً لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَیْراً لِّیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أسْألُکَ خَشْیَتَکَ فِی الْغَیْبِ وَالشَّھَادَةِ وَأسْألُکَ کَلِمَةَ الْحَقِّ فِی الرِّضَا وَالْغَضَبِ ' وَأسْألُکَ الْقَصْدَ فِی الْغِنَی وَالْفقْرِ ' وَأسألُکَ نَعِیماً لَّایَنْفَدُ ' وَأسْألُکَ

قُرَّةَ عَيْنٍ لَّاتَنْقَطِعُ ، وَأَسْأَلُکَ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ ، وَأَسْأَلُکَ بَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ ، وَأَسْأَلُکَ لَذَّةَ النَّظَرِ اِلَى وَجْهِکَ الْكَرِيْمِ ، وَالشَّوْقَ اِلَي لِقَاءِ کَ فِىْ غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّة وَلَا فِتْنَةٍ مُّضِلَّةٍ اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْاِيْمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُّهْتَدِيْنَ) اے اللہ میں تیرے علم غیب اور خلق پر تیری قدرت سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے اس وقت زندہ رکھ جب تک تو زندگی میرے لئے بہتر جانے' اور مجھے اس وقت وفات دیدے جب وفات کوتو میرے لئے بہتر جانے' میں غائب اور حاضر ہونے کی حالت میں تجھ سے تیری خشیت کا سوال کرتا ہوں' اور بحالت رضا وغضب تجھ سے حق بات کہنے کی توفیق چاہتا ہوں' اور تجھ سے فقر و مالداری میں میانہ روی کا سوال کرتا ہوں' اور لازوال نعمت کا تجھ سے سوال کرتا ہوں' اور ختم نہ ہونے والی آنکھوں کی ٹھنڈک کا تجھ سے سوال کرتا ہوں' اور تیرے فیصلہ پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہوں' اور موت کے بعد زندگی کی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں' اور تیرے کریم چہرے کی طرف دیکھنے کی لذت اور تیری شوق ملاقات کا سوال کرتا ہوں' بغیر کسی تکلیف دہ مصیبت اور گمراہ کن فتنے کے' اے اللہ ہمیں ایمان کی زینت سے مزین فرما اور ہمیں ہدایت دینے والا اور ہدایت پانے والا بنا دے۔ [نسائی' مسند احمد]

۱۵۔(اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ أَسْأَلُکَ الْهُدَى وَالتُّقَى وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى) اے اللہ میں تجھ سے ہدایت' تقوی' پاک دامنی اور بے نیازی کا سوال کرتا ہوں[مختصر صحیح مسلم للامام الألبانی حدیث نمبر:1870]

۱۶۔(اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّايَنْفَعُ ، وَمِنْ قَلْبٍ لَّايَخْشَعُ ، وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَّا يُسْمَعُ) اے اللہ! بے فائدہ علم' خوف نہ کھانے والے دل' آسودہ نہ ہونے والے نفس اور قبول نہ ہونے والی دعا سے تیری پناہ چاہتا ہوں [صحیح سنن ابن ماجہ حدیث نمبر:3094]۔

۱۷-(اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أعُوْذُ بِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِکَ وَفُجأۃِ نِقْمَتِکَ وَجَمِیْعِ سَخَطِکَ)اے اللہ! تیری نعمت کے زوال' تیری عافیت کی تبدیلی' تیرے اچانک انتقام اور تیرے ہر طرح کے غضب سے تیری پناہ چاہتا ہوں [مختصر صحیح مسلم للامام الألبانی حدیث نمبر:1913]

۱۸-(اَللّٰھُمَّ أصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ ھُوَ عِصْمَۃُ أمْرِیْ ' وَأصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَاشُنَا ' وَأصْلِحْ لِیْ آخِرَتِیَ الَّتِیْ اِلَیْھَا مَعَادُنَا وَاجْعَلِ الْحیَاۃَ زِیَادَۃً لِّیْ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَۃً لِّیْ مِنْ کُلِّ شَرٍّ)اے اللہ! میرے دین کی اصلاح فرمادے جو میری پناہ گاہ ہے' اور میری دنیا کو درست فرمادے جو میرا ذریعہ معاش ہے اور میری آخرت کو سنوار دے جو میرا ٹھکانہ ہے' اور میری زندگی کو ہر بھلائی میں اضافہ کا باعث بنادے' اور موت کو ہر برائی سے بچنے کے لئے راحت کا سامان بنادے. [مختصر صحیح مسلم للامام الألبانی:1869]

۱۹-(اَللّٰھُمَّ رَحْمَتَکَ أرْجُوْ فَلَا تَکِلْنِیْ اِلَی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ ' وَّأصْلِحْ لِیْ شَأْنِیْ کُلَّہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا أنْتَ)اے اللہ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں آنکھ جھپکنے کے برابر بھی مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کر' تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں [صحیح سنن ابی داؤد حدیث نمبر:4246].

۲۰-(اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أعُوْذُ بِکَ مِنْ جَھْدِ البَلَاءِ وَدَرَکِ الشِّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَۃِ الأعْدَاءِ)اے اللہ! پریشان کن مصیبتوں' ہر طرح کی شقاوتوں' تقدیر کی برائی اور دشمنوں کی دشمنی سے ہم تیری پناہ مانگتے ہیں۔[صحیح بخاری]

۲۱-(اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أعُوْذُ بِکَ مِنَ الشِّقَاقِ وَ النِّفَاقِ وَسُوْءِ الْأخْلَاقِ)اے اللہ ! میں حق کی مخالفت' نفاق اور برے اخلاق سے تیری پناہ چاہتا ہوں[صحیح سنن نسائی]

۲۲ -(اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُذَامِ وَالْجُنُوْنِ وَمِنْ سَیِّءِ الأسْقَامِ) اے اللہ! میں برص، کوڑھ، جنون اور تمام بری بیماریوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں[صحیح سنن نسائی حدیث نمبر:5060]

۲۳-(اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْیَتِکَ مَا تَحُوْلُ بِهِ بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَعْصِیَتِکَ ، وَمِنْ طَاعَتِکَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَکَ ، وَمِنَ الْیَقِیْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَیْنَا مَصَائِبَ الدُّنْیَا وَمَتِّعْنَا بِأسْمَاعِنَا وَأبْصَارِنَا وَقُوَّاتِنَا مَا أحْیَیْتَنَا ، وَاجْعَلْهَا الْوَارِثَ مِنَّا ، وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَی مَنْ ظَلَمَنَا ، وَانْصُرْنَا عَلَی مَنْ عَادَانَا ، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا أکْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا ، وَلَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِیْ دِیْنِنَا ، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَن لَّا یَرْحَمُنَا) اے اللہ! تو ہمیں ایسی خشیت عطا فرما جو ہمیں تیری معصیت سے دور رکھے، اور ایسی اطاعت کی توفیق دے جو ہمیں جنت تک پہنچا دے، اور ایسا یقین مرحمت فرما جس کی وجہ سے دنیا کی تمام مصیبتیں آسان ہو جائیں، اے اللہ! تو ہماری آنکھوں، نگاہوں اور تمام قوتوں سے ہمیں جب تک زندہ رکھ فائدہ پہنچا اور ہمیں اس فائدہ کا وارث بنا، اور جو ہم پر ظلم کرے اس کا بدلہ تو لے، اور ہمارے دشمنوں پر ہماری مدد فرما، اور دنیا کو ہماری غرض وغایت اور ہمارے علم کی منزل مقصود نہ بنا، اور دین کے معاملہ میں ہم پر مصیبت نہ ڈال، اور ہم پر ایسے لوگوں کو مسلط نہ فرما جو ہم پر رحم نہ کریں[صحیح الترمذی ح/2783]

۲۴-(یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلَی دِیْنِکَ) [صحیح سنن ترمذی]اے دلوں کو الٹنے پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔

۲۵ -(اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلَی طَاعَتِکَ) اور اے دلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے (صحیح مسلم)

۲۶-(اَللّٰهُمَّ أعِنِّیْ عَلَی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ)اے اللہ!

مجھے اپنے ذکر وشکر اور اچھے ڈھنگ سے اپنی عبادت کی توفیق عطا فرما [ابوداوٗد' سنن نسائی]

۲۷-(اَللّٰهُمَّ أحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا ' وَأجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ) اے اللہ! سب کاموں میں ہمارا بہترین انجام کر' اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے ہمیں پناہ دے [مسند أحمد]۔

۲۸-(اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أسْأَلُکَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أعْلَمْ ' وَأعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أعْلَمْ ' اَللّٰهُمَّ اِنِّي أسْأَلُکَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَکَ عَبْدُکَ وَنَبِيُّکَ وَأعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ بِهِ عَبْدُکَ وَنَبِيُّکَ ' اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أسْأَلُکَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أوْعَمَلٍ ' وَأعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أوْ عَمَلٍ ' وَأسْأَلُکَ أنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ قَضَيْتَهُ لِيْ خَيْراً) اے اللہ! میں تجھ سے جلد یا دیر ہر طرح کی بھلائی چاہتا ہوں جسے میں جانتا ہوں اور جسے نہیں جانتا' اور جلد یا دیر ہر طرح کی برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں جسے میں جانتا ہوں اور جسے نہیں جانتا' اے اللہ ! میں تجھ سے ہر وہ بھلائی مانگتا ہوں جو تجھ سے تیرے کسی بندے اور نبی نے مانگی' اور ہر اس برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں جس سے تیرے بندے اور نبی نے پناہ طلب کی ہے' اے اللہ ! میں تجھ سے جنت کا اور ایسے سارے اقوال وافعال کا جو اس کے قریب کر دیں سوال کرتا ہوں' اے اللہ ! میں آگ سے اور ایسے سارے اقوال وافعال سے جو اس کے قریب کر دیں تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور اس قول وفعل سے جو آگ کے قریب لے جائے' اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کو تو میرے حق میں ہر فیصلہ کو بہتر بنا دے [صحیح سنن ابن ماجہ: 3102]

۲۹-(رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ) اے میرے رب

!میری مغفرت فرما دے اور میری توبہ قبول فرما تو یقیناً توبہ قبول کرنے والا اور بخشنے والا ہے[صحیح سنن ابن ماجہ ۳۰۷۵]

۳۰-(اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَأنَا عَبْدُکَ وَأنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ أعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَأبُوْءُ بِذَنبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہُ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا أنْتَ) اے اللہ !تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو نے ہی مجھے پیدا کیا ہے میں تیرا بندہ ہوں تجھ سے کئے ہوئے وعدے اور عہد پر اپنی طاقت بھر قائم ہوں، اپنے برے اعمال کے وبال سے تیری پناہ چاہتا ہوں، مجھ پر تیرے جو احسانات ہیں ان کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔[صحیح بخاری]

۳۱-(اللّٰھُمَّ اِنِّیْ أعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ وَشَرِّ بَصَرِیْ وَشَرِّ لِسَانِیْ وَشَرِّ قَلْبِیْ وَشَرِّ مَنِیِّیْ) اے اللہ! میں اپنی سماعت، بصارت، زبان، دل اور شرمگاہ کی برائیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔[صحیح سنن نسائی ۵۰۳۱]

۳۲-(اللّٰھُمَّ اِنِّیْ أعُوْذُ بِکَ مِنَ الْفَقْرِ وَأعُوْذُ بِکَ مِنَ الْقِلَّۃِ وَالذِّلَّۃِ وَأُعُوْذُ بِکَ أنْ أَظْلِمَ أوْ أُظْلَمَ) اے اللہ! میں فقر وکمی اور رسوائی نیز اس بات سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے تیری پناہ چاہتا ہوں[صحیح نسائی ۵۰۴۶]

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ہمیں تمام کاموں میں استخارہ سکھاتے تھے، بالکل اسی طرح جس طرح ہمیں قرآن کی سورتوں کی تعلیم دیتے، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ تم میں سے جب کوئی کام کرنا چاہے تو فرض کے علاوہ دو رکعتیں پڑھے، پھر یہ کہے:۔

۳۳۔’’ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ ، وَأَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ ،وَأَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلاأَقْدِرُ ،وَتَعْلَمُ وَلاأَعْلَمْ ،وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ، اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ ھٰذَا الْاَ مْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِی دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِیْ. أَوْفِیْ عَاجِلِ أَمْرِیْ وَآجِلِه، فَاقْدِرْہُ لِیْ ، وَیَسِّرْلِیْ، ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ، وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ ھٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّلِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ، وَعَاقِبَةِ أَمْرِیْ، أَوْفِیْ عَاجِلِ أَمْرِیْ وَآجِلِهِ، فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْلِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهِ‘‘[بخاری].

’’اے اللہ میں تیرے علم سے خیر طلب کرتا ہوں ،اور تیری قدرت سے قدرت کا سوال کرتا ہوں ،اور تیرے فضل عظیم سے سوال کرتا ہوں کیونکہ قادر صرف تو ہے اور میں عاجز ،اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا ،اور علام الغیوب صرف تو ہے ،اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (اپنے کام کا نام لے جیسے شادی ،تجارت ،سفر وغیرہ) میرے لئے میرے دین ومعاش اور میرے انجام کار یا جلدی اور دیر والے کام میں بہتر ہے تو اسے میری قسمت میں کردے اور اسے میرے لئے آسان کردے ،پھر اس میں برکت عطا فرما ،اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے میرے دین ومعاش اور میرے انجام کار یا جلدی اور دیر والے کام میں برا ہے ، تو اسے مجھ سے پھیر دے ،اور مجھے اس سے پھیر دے ،اور میری قسمت میں خیر کر وہ جہاں بھی ہو اور پھر مجھے اس پر راضی کردے.[صحیح بخاری].

(اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ وَّعَلَی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلَی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلَی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ، وَبَارِکْ عَلَی مُحَمَّدٍ وَّعَلَی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلَی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلَی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ)

اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آل محمد پر صلوۃ بھیج جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر صلوۃ

بھیجی، بیشک تو تعریف والا بزرگی والا ہے، اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آل محمد پر برکت نازل فرما جس طرح تونے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، بیشک تو تعریف والا بزرگی والا ہے.

مختار احمد محمدی مدنی

(جمادی الآخرۃ ۱۴۲۴ھ الموافق اگست ۲۰۰۳ء)

داعی ومبلغ مرکز دعوۃ الجالیات بالجبیل

ص ب: ۱۵۸۰، الجبیل: ۳۱۹۵۱

مملکت سعودی عرب

ٹیلیفون: 00966/3/3625500

EXT 1022

موبائل: 00966/501847172